بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ
بدر قادیان

جلد ۱۸ — شمارہ ۳۲

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

Regd. No. P. 67

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ نئے پیسے

اخبار احمدیہ

قادیان ۵ ظہور (اگست)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے میں ۲۴ وفا تک کی آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ:-
حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

ربوہ۔ محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بیمار ہیں۔ احباب صاحبزادہ صاحب کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

قادیان ۵ ظہور۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

۲۲ جمادی الاول ۱۳۸۹ھ — ۷ ظہور ۱۳۴۸ ہش — ۷ اگست ۱۹۶۹ء

جماعت احمدیہ کی طرف سے

مغربی ممالک میں اشاعت و تبلیغ اسلام کی کامیاب مساعی

(از مکرم و محترم حافظ قدرت اللہ صاحب سابق مبلغ ہالینڈ)

قسط نمبر ۳

یورپ میں تبلیغ اسلام

یورپ میں تبلیغ اسلام کا آغاز ہماری طرف سے باقاعدہ رنگ میں آج سے نصف صدی قبل یا اس سے کچھ پہلے ہوا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ مساعی اب تک نہ صرف جاری ہیں بلکہ ہر دم ترقی پذیر ہیں — دوسری جنگِ عظیم اِس راہ میں کچھ رکاوٹ کا موجب ہوئی۔ مگر اس کے ختم ہوتے ہی ہمارے اولو العزم اور پیارے امام نے جس رنگ میں پھر سے یورپ میں تبلیغی دورِ ثانی کا آغاز کیا۔ وہ اپنی نظیر آپ تھا — دوسری جنگِ عظیم ابھی پوری طرح ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس موقعہ کی نزاکت اور افادیت کو محسوس کرتے ہوئے بہت سے مبلغین دنیا کے مختلف ممالک میں روانہ فرما دئیے۔ صرف یورپ میں ہی ایک درجن سے زیادہ مبلغ پہنچ چکے تھے۔ جو جنگ ختم ہوتے ہی یورپ اور امریکہ کے مختلف حصوں میں پھیل گئے۔ اور اس طرح اسلام کا سورج پھر ایک نئی روح اور ایک نئی تابانی کے ساتھ مغرب کے آسمان پر چمکنا شروع ہوا۔ اور صلیب کے مرکزوں میں خانہ ہائے خدا کی تعمیر کا کام سرعت کے ساتھ عمل میں آنے لگا۔

انگلستان میں ہماری مسجد تو پہلے سے موجود تھی۔ اب براعظم یورپ کی قسمت جاگ رہی تھی کہ اس نعمت سے متمتع ہو۔ چنانچہ جنگ کے بعد اس براعظم کی پہلی مسجد ہالینڈ میں تعمیر ہوئی۔ اور پھر اس کے بعد تھوڑے ہی عرصہ میں یکے بعد دیگرے ہمبرگ۔ فرینکفرٹ اور زیورک میں مساجد تعمیر ہوئیں اور اس کے بعد کوپن ہیگن (ڈنمارک) میں مسجد تکمیل کو پہنچی۔ جس کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے گذشتہ سال خود وہاں تشریف لے جاکر فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا سفرِ یورپ

حضور کا یہ سفر بجائے خود یورپ کی تبلیغ میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضور کی دلنواز شخصیت کو جب ان لوگوں نے دیکھا تو دیکھتے ہی گرویدہ ہوگئے۔ پریس نے آپ کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے کلمات کو عزت کے ساتھ اپنے اخبارات میں جگہ دی۔ اور آپ کی شبیہہ کو قدر اور احترام کے جذبات کے ساتھ اپنے روزناموں میں شائع کیا — چنانچہ ایمسٹرڈم کے ایک اخبار نے حضور کی آمد پر لکھا:-

"آپ کی سفید پگڑی اور بزرگانہ سفید داڑھی سے جو آپ کے چہرہ کو مزین کئے ہوتے ہے۔ آپ کی شخصیت خوب نمایاں ہوجاتی ہے۔ آپ اسلام کو صلح اور آشتی کا مذہب سمجھتے ہیں۔ آپ کا ایمان ہے کہ احمدیت اس زمانہ کے لئے خدا تعالیٰ کا پیغام ہے۔ آپ کے نزدیک مغربی ممالک کو دو میں سے ایک بات ضرور کرنا ہوگی۔ یا تو وہ اسلام قبول کرلیں اور یا مٹ کر خاک ہوجانے کے لئے تیار ہوجائیں"

(Alg. Hand. Blad.)

اسی طرح ایمسٹرڈم کا ایک اور مشہور اخبار لکھتا ہے:-

"اس ہفتہ ایک قابلِ احترام اور ایک مثالی روحانی شخصیت ہیگ شہر کی مہمان ہوئی ہے۔ آپ جماعت احمدیہ اسلامیہ کے امام ہیں"

پھر لکھا کہ:-

"سارے عالمِ اسلام میں جماعت احمدیہ ہی ایک ایسی تنظیم ہے جو تبشیرِ اسلام کا کام منظم رنگ میں چلا رہی ہے۔ اور جس کے افراد اور تبشیری مراکز ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ہیگ کی "مسجد مبارک" اُن پانچ مساجد میں سے ایک ہے جو براعظم یورپ میں تعمیر ہوچکی ہیں"

(Het Vrije Volk)

ہیگ کے علمی طبقہ کا اہم ترین روزنامہ حضور کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے ہوئے لکھتا ہے:-

"آپ نے پریس کانفرنس کے دوران فرمایا کہ پیشگوئیوں کی روشنی میں یہ امر واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مستقبل میں اسلام مغربی ممالک میں پھیل کر رہے گا"

نیز فرمایا کہ:-

پیشگوئیوں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مغربی ممالک پر پہلے ایک تباہی آئیگی اور اس کے بعد یہاں اسلام کو مضبوطی حاصل ہوگی۔ گو اس وقت کوئی یہ گمان نہیں کرسکتا مگر یہ بات یقینی ہے کہ ایسا ضرور ہوگا۔ یہ ایک پیشگوئی ہے جو پوری ہوکر رہے گی"

اسی طرح ایک سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا:-

"احمدیت کا سب سے اہم پیغام یہ ہے کہ لوگ اپنے خالق سے زندہ تعلق پیدا کریں۔ کیونکہ اس کے بغیر زندگی بے ثمر ہے۔ اس تعلق کے بغیر ایک انسان کی زندگی ایسی ہے جیسے ایک حیوان یا ایک کیڑے کی زندگی۔ جس کی کوئی حقیقت ہی نہیں"

(Het Vader land)

ہیگ کے سب سے کثیر الاشاعت اخبار نے حضور کا فوٹو نمایاں طور پر دیتے ہوئے لکھا کہ:-

"آپ اس شخص کے پوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام بتایا تھا کہ اسلام ساری دنیا میں پھیل جائیگا" آپ نے کل ایک پریس کانفرنس میں نہایت زوردار الفاظ میں فرمایا:-

"میرا ایمان ہے کہ اسلام ہی مغربی ممالک کے لئے مستقبل کا مذہب ہوگا۔ اگر اہلِ مغرب نے اپنے خالقِ حقیقی کو نہ پہچانا تو وہ تباہ ہوجائیں گے"۔

اور پھر اسی تسلسل میں فرمایا:

"اگر کسی کو اسلام کے پھیلنے کے ضمن میں یہ فکر دامنگیر ہے کہ اس غرض کے لئے گولیاں چلیں گی اور تلوار استعمال ہوگی تو وہ غلط فہمی میں مبتلا

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۷ ظہور ۱۳۴۸ ہش

تفسیر سورۃ الفاتحہ کی پہلی جلد

۱۷ جولائی کے پرچہ بدر میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ احباب پڑھ چکے ہوں گے۔ اس خطبہ میں جس مبارک تفسیر سورت الفاتحہ فرمودہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے شائع ہوجانے کا ذکر ہے اس کا ایک نسخہ اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ کتاب کی معنوی خوبیوں کے علاوہ خوبصورت پائیدار جلد، اعلیٰ کاغذ پر نہایت عمدہ کتابت اور آفسٹ کی طباعت کے ساتھ یہ قیمتی تحفہ منصۂ شہود میں آیا ہے۔ مجلد کو ہاتھ میں لیتے ہی محبت کے ساتھ دل اس کے مطالعہ کی طرف راغب ہوجاتا ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اپنی مختلف کتب اور تقاریر میں اس سورت شریفہ کے حقائق و معارف بیان فرمائے ہیں۔ بارہا دل میں خیال آتا رہا کہ کاش معارف کا یہ خزانہ خاص ترتیب کے ساتھ ایک دو مجلدات کی صورت میں زیورِ طباعت سے آراستہ ہوجائے تا اپنے اور بیگانے اس سے رُوحانی پیاس بُجھا سکیں۔ سو الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے حضرت امام ہمام ایدہُ اللہ تعالیٰ کو اِس اہم ضرورت کے لئے القاء فرمایا اور حضور انور کے ارشاد کی تعمیل میں ادارۃ المصنّفین ربوہ نے اِن دُررِ منثورہ کو خاص ترتیب کے ساتھ ایک مجلد میں جمع کرکے اہم ضرورت کو پُورا کردیا شَکَرَ اللّٰہُ سَعْیَھُمْ !!

زیرِ نظر جلد میں تالیف و ترتیب کی جس بڑی خُوبی نے اس مجلد کے افادی پہلو کو چار چاند لگائے ہیں وہ ہے مختلف مقامات کے متفرق حوالہ جات کا سورت فاتحہ کی آیات کی ترتیب کے مطابق احسن رنگ میں ترتیب دیا جانا۔ یہ کام کوئی معمولی نہیں۔ ہمیں اس طرح کے کاموں کا ذاتی تجربہ ہے اور ہم اسی تجربہ کی بناء پر علیٰ وجہ البصیرت کہتے ہیں کہ یہ کام بجائے خود محنت شاقہ اور بڑی عرقریزی کے علاوہ مرتّبین کی بالغ نظری اور روشن فہم و ذکاء کے بغیر پایۂ تکمیل کو پہنچنا ممکن نہیں۔ اس لحاظ سے ادارۃ المصنّفین کے کارکنان ساری ہی جماعت کی طرف سے خاص شکریہ کے حق دار ہیں۔ کہ ایسی محنت کو انگیز کرکے انہوں نے جو نسخہ پبلک میں پیش کیا ہے وہ ہر حالت میں مبارک باد کا مستحق ہے فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس تفسیر کے مرتب کئے جانے کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے محولہ بالا خطبہ جمعہ میں واضح فرمایا تھا کہ:۔

”حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے اپنی مختلف کتب میں اور اپنی تقاریر میں جو بدر یا الحکم میں چھپیں سورت فاتحہ کے بہت سے معانی بیان کئے ہیں اور دنیا کو یہ چیلنج دیا ہے کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہارے پاس جو آسمانی صحیفے ہیں اُن کے بعد قرآنِ کریم کی ضرورت نہیں تو میں تمہیں اس طرف متوجہ کرتا ہوں کہ قرآنِ کریم تو قرآن عظیم ہے اس کے شروع میں سات آیات پر مشتمل ایک مختصر سی سُورت ہے۔ اس کے اندر جو معانی اور معارف اور اسرارِ سماوی پائے جاتے ہیں اور اس میں جو رُوحانی حکمتیں ہیں ان کا اپنی تمام کتب سے مقابلہ کرکے دیکھو تو تم اِس نتیجہ پر پہنچوگے کہ تمہاری ساری آسمانی کتب تو سورۃ فاتحہ کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتیں“

”اِس لحاظ سے بھی یہ ضروری تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے سورۃ فاتحہ کی جو تفسیر کی ہے اس کو مجموعی طور پر شائع کر دیا جائے کیونکہ اگر ان فرقوں میں سے کوئی مقابلہ کے لئے آئے تو پہلا سوال یہ کرے گا کہ وہ کونسے معارف اور حقائق ہیں جو اس سُورت میں پائے جاتے ہیں؟“

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی سورت فاتحہ پر مشتمل تفسیر کی ایک جلد آگئی ہے پھر انشاء اللہ دُوسری جلدیں بھی آئیں گی۔“

اس کے بعد حضرت اقدس نے احبابِ جماعت کو شائع شدہ اس جلد سے استفادہ کرنے کی تاکید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

”مَیں سمجھتا ہوں کہ ہر احمدی کو غور کے ساتھ اِس پہلی جلد کو پڑھ لینا چاہیئے۔ اور اس نیت سے پڑھنا چاہیئے کہ قرآنِ کریم سارے کا سارا اِس اجمال کی تفصیل ہے۔ اگر کسی شخص کی عقل اور سمجھ اور اُس کی محبت ان علوم پر حاوی ہوجائے جو سورۂ فاتحہ میں بیان ہوئے ہیں تو قرآنِ کریم کے بہت سے مطالب اُس کے لئے آسان ہوجائیں گے۔“

”اس کی قیمت بھی غالباً دس روپے ہے۔ جماعت کو اس کی طرف توجّہ کرنی چاہیئے۔ صرف خریدنے کے لئے نہیں پڑھنے کی طرف بھی توجّہ کرنی چاہیئے۔ اور جو پڑھنے کی طرف توجّہ کرے گا اُسے کتاب تو خریدنی پڑے گی۔ اسے بار بار پڑھیں۔ جو شخص چار پانچ چھ دفعہ اس کو غور سے پڑھ جائے اُس کے لئے مضمون سمجھنا آسان ہوجائے گا۔ ویسے ایک دفعہ پڑھنے سے ایک عام دماغ سارے مطالب سمجھ نہیں سکے گا۔ کیونکہ اس کے بعض حصّے دقیق بھی ہیں۔ بعض حصّے پڑھے لکھوں کو مخاطب کرکے لکھے گئے تھے۔ بعض عوام کو مخاطب کرکے لکھے گئے تھے۔ سورۃ فاتحہ کی وہ تفسیر جس کے مخاطب عوام ہیں اُس کا سمجھنا آسان ہے۔ لیکن جس کے مخاطب خواص تھے جو دقیق زبان بولنے والے تھے اُن کی زبان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے انہیں مخاطب کیا تھا۔ پھر جو عربی میں تفسیر ہے اس کا ترجمہ بھی ساتھ دے دیا گیا ہے اس واسطے سورۂ فاتحہ کی ساری تفسیر آپ پڑھ سکتے ہیں۔ اور سیکھ سکتے ہیں اس کی طرف توجہ کریں۔

اس سے ظاہر ہے کہ زیرِ نظر جلد کس قدر اہم ضرورت کو پورا کرنے والی ہے۔ نیز جیسا کہ حضرت اقدس نے اپنے خطبہ میں اس بات کو واضح فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مخالفین کے سامنے قرآنی اعجاز کو با دلائل پیش فرمایا جن کے نمونے حضرت اقدسؑ کے ان حوالہ جات میں موجود ہیں جو زیرِ نظر تفسیر میں شامل کئے گئے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ کتاب تبلیغی اغراض سے بھی تعلیم یافتہ طبقہ کو دی جا سکتی ہے۔ اس سے اُن پر واضح ہوگا کہ حضرت اقدسؑ نے اس پہلو سے قرآن کریم کی کس قدر بےنظیر خدمت سر انجام دی ہے۔

قرآنی اعجاز پر مشتمل متعدد حوالہ جات میں سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا حسب ذیل چیلنج بڑا ہی اہم ہے، حضور فرماتے ہیں:۔

”نیز اس بات کو بخوبی یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف کا اپنی کلام میں بےمثل و مانند ہونا صرف عقلی دلائل میں محصور نہیں بلکہ زمانہ دراز کا تجربہ صحیحہ بھی اس کا مؤید اور مصدق ہے۔ کیونکہ باوجود اس کے کہ قرآن شریف برابر تیرہ سو برس سے اپنی تمام خوبیاں پیش کرکے ھَلْ مِنْ مُعَارِضٍ کا نقارہ بجا رہا ہے اور تمام دُنیا کو باوازِ بلند کہہ رہا ہے کہ وہ اپنی ظاہری صورت اور باطنی خواص میں بےمثل و مانند ہے۔ اور کسی جنّ و انس کو اس کے مقابلہ یا معارضہ کی طاقت نہیں، مگر پھر بھی کسی متنفس نے اس کے مقابلہ پر دم نہیں مارا۔ بلکہ اس کی کم سے کم کسی سُورت مثلاً سورۃ فاتحہ کی ظاہری و باطنی خوبیوں کا بھی مقابلہ نہیں کر سکا۔ تو دیکھو اس سے زیادہ بدیہی اور کھلا کھلا معجزہ اور کیا ہوگا کہ عقلی طور پر بھی اس پاک کلام کا بشری طاقتوں سے بلند تر ہونا ثابت ہوتا ہے اور زمانہ دراز کا تجربہ بھی اس کے مرتبہ اعجاز پر گواہی دیتا ہے اور اگر کسی کو یہ دونوں طور کی گواہی کہ جو عقل اور تجربہ زمانہ دراز کے رُو سے بہ پایۂ ثبوت پہنچ چکی ہے، نامنظور ہو اور اپنے علم اور ہنر پر نازاں ہو یا دُنیا میں کسی ایسے بشر کی انشا پردازی کا قائل ہو کہ جو قرآن شریف کی طرح کوئی کلام بنا سکتا ہے تو ہم ...... کچھ نمونہ حقائق و دقائق سورۃ فاتحہ کے لکھتے ہیں اس کو چاہیئے کہ بمقابلہ ان ظاہری و باطنی سورۃ فاتحہ کی خوبیوں کے اپنا کلام پیش کرے۔“

(براہینِ احمدیہ جلد ۴ حاشیہ ۱۱ بحوالہ تفسیر سورت فاتحہ صفحہ ۱۲۰)

یہ تو ہُوا غیروں کو چیلنج ——— جہاں تک سورت فاتحہ کی ذاتی رُوحانی خوبیوں اور تاثیراتِ عظیمہ کا تعلق ہے حضور علیہ السلام اپنی جماعت کے احباب کو ان سے بہرہ ور ہونے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”نماز میں سورت فاتحہ کی دُعا کا تکرار نہایت مؤثر چیز ہے۔ کیسی بےذوقی و بیمزگی ہو اس عمل کو برابر جاری رکھنا چاہیئے یعنی کبھی تکرار آیت اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کا اور کبھی تکرار آیت اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کا اور سجدہ میں یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ“ (الحکم ۲۰ فروری ۱۸۹۹ء صفحہ ۹)

”سورۃ فاتحہ کا ورد نماز میں بہتر ہے۔ بہتر ہے کہ نماز تہجد میں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کا بدلی توجہ و حضور و خضوع تکرار کریں اور اپنے دل کو نزولِ انوارِ الٰہیہ کے لئے پیش کریں اور کبھی تکرار آیت اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کا کیا کریں۔ ان دونوں آیتوں کا تکرار انشاء اللہ القدیر تنویرِ قلب و تزکیۂ نفس کا موجب ہوگا۔“

(الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۳ بحوالہ تفسیر سورۃ الفاتحہ صفحہ ۲۳۰) (باقی صفحہ ۱۲ پر)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم اُس کی عبادت مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْن ہو کر کریں

عبادت کی گیارہ اہم ذمہ داریوں کو نباہنے کیلئے تین چیزیں بنیادی اہمیت رکھتی ہیں ثبات قدم صلوٰۃ زکوٰۃ

صلوٰۃ سے مراد وہ حقیقی اور بنیادی دعا ہے جو روحِ عبادت کو زندہ رکھنے کے لئے ضروری ہے

زکوٰۃ کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو کچھ دیا ہے اسے ہم اُسی کے حکم اور ہدایت کے مطابق خرچ کریں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۹ ہجرت ۱۳۴۸ ہش مطابق ۹ مئی ۱۹۶۹ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات تلاوت فرمائیں:-

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات ۵۱: ۵۶-۵۷)

وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ (البینہ ۹۸: ۶)

اس کے بعد حضور نے فرمایا:-

میں نے

پچھلے خطبات میں بتایا تھا

کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی ان آیات میں جو میں خطبہ سے پہلے تلاوت کرتا ہوں ہمیں اس طرف متوجہ کیا ہے کہ انسانی پیدائش کا مقصد یہ ہے کہ بندے اور اس کے خالق رب کے درمیان عبودیت کا تعلق قائم ہو جائے۔ اور اس کا بندہ اسی کی عبادت کرے اور پھر بتایا کہ عبادت جو ہے وہ اس قسم کی عبادت مراد نہیں جو دوسرے مذاہب والے اپنے خیال کے مطابق یا بگڑی ہوئی تعلیم کے مطابق کرتے ہیں۔ مثلاً دنیا میں بعض مذاہب ایسے ہیں جو سمجھتے ہیں ایک بار کسی معین وقت میں کسی خاص جگہ پر عبادت کر لینا کافی سمجھتے ہیں اور انہیں یہ خیال ہوتا ہے کہ اس طرح وہ حق جو اللہ تعالیٰ نے بطور رب اور خالق اور رحمٰن اور رحیم اور مالک یوم الدین ہونے کے ہم پر قائم کیا تھا وہ ہم نے ادا کر دیا۔ بعض ایسے مذاہب ہیں کہ جن کے نزدیک ہفتہ میں ایک دن بھی کسی خاص جگہ جمع ہو کر عبادت کرنا ضروری نہیں قرار دیا گیا۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ محض خیالوں میں اللہ تعالیٰ کو یاد کر لینا کافی ہے۔ پھر بندے پر اس کے رب کے تمام حقوق جو ہیں وہ ساقط ہو جاتے ہیں۔ ذمہ داریاں جو ہیں وہ ادا ہو جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے

قرآن کریم کی ان آیات

میں یہ فرمایا ہے کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا تھا تو ہمارا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ہو کر کرو اور جیسا کہ میں بتا چکا ہوں یہ فقرہ انسان پر عبادت سے تعلق رکھنے والی گیارہ ذمہ داریاں ڈالتا ہے۔

اختصار کے ساتھ گو قدرے زیادہ اس کے مقابلے میں جو میں کہوں گا یا کہہ رہا ہوں) تفصیل کے ساتھ میں نے ان خطبات میں ان

گیارہ ذمہ داریوں کے متعلق

اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ اب "دین" کے مختلف معانی کے رُو سے اپنے رب سے محبت کرنے والے ایک بندے پر یہ فقرہ جو گیارہ ذمہ داریاں ڈالتا ہے وہ یہ ہیں کہ عبادت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے مخصوص ہو۔ اسے واحد و یگانہ یقین رکھتے ہوئے اس کی عبادت اور پرستش کی جائے۔ کسی قسم کا شرک ظاہری یا باطنی یا جلی یا خفی نہ ہو۔ نہ کسی کو عزت و احترام اور رتبہ کا وہ مقام دیا جائے جو

صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ کے دوسرے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس رنگ میں کرو کہ اطاعت اور فرمانبرداری صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہو۔ غیر اللہ کی غلامی کی زنجیروں کو کاٹ ڈالو۔ اللہ تعالیٰ کے بندے بن کر اور اس بندگی میں ہر غیر سے آزاد ہو کر اپنی زندگیوں کے دن گزارو۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اور جہاں بندوں کی اطاعت کرنی پڑے وہ بھی کسی غیر اللہ کے دباؤ سے یا بُرے خیالات کے نتیجہ میں نہ ہو بلکہ احکام الٰہی کی روشنی میں ہو۔

حقیقی عبادت تیسری بات کا جو تقاضا کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اپنے اخلاق اللہ تعالیٰ کے اخلاق کے مطابق بنانے چاہئیں کیونکہ دین کے معنے سیرت کے ہوتے ہیں۔ غیر اللہ کے اخلاق کا کوئی بدنما داغ اپنی سیرت کی نورانی چادر پر نہ لگنے دو۔ تمہاری زندگی میں جن اخلاق کا مظاہرہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق کا پرتو اور عکس ہو۔ اپنی قوت اور استعداد کے مطابق اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا رنگ چڑھانے کی کوشش کرو۔

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ میں عبادت صحیحہ کا جو

چوتھا تقاضا

بتایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ سب تقویٰ اور زہد و تعبد اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو کیونکہ دین کے معنے ورع کے بھی ہوتے ہیں اور پانچویں ذمہ داری اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت اللہ تعالیٰ کے بندوں پر یہ ڈالتی ہے کہ جس جس خاندان میں اقتدار، اختیار اور حکومت حاصل ہو حکومت کے معنے صرف ملک کی حکومت کے نہیں ہوتے بلکہ خاندان کا ایک حاکم ہے اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ

منظوم کلام

مناجات اور تبلیغ حق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اے خدا تیرے لئے ہر ذرہ ہو میرا فدا
خاکساری کو ہماری دیکھ اے دانائے راز
اک کرم کر پھیر دے لوگوں کو فرقاں کی طرف
ایک فرقاں ہے جو شک اور ریب سے وہ پاک ہے
باغ مرجھایا ہوا تھا گر گئے تھے سب ثمر
مرہم عیسیٰ نے دی تھی محض عیسیٰ کو شفا
چھا گئے تھے نور کو وہ روزنِ دیوار ہے
وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
گو وہ کافر کہہ کے ہم سے دور تر ہیں جا پڑے
ہم نے یہ مانا کہ انکے دل ہیں پتھر ہو گئے

مجھ کو دکھلا دے بہارِ دیں کہ میں ہوں اشکبار
کام تیرا کام ہے ہم ہو گئے اب بے قرار
نیز دے توفیق تا وہ کچھ کریں سوچ اور بچار
بعد اس کے ظن غالب کو ہیں کرتے اختیار
میں خدا کا فضل لایا پھر ہوئے پیدا ثمار
میرے مرہم سے شفا پائے گا ہر ملک و دیار
لیک جب در کھل گئے پھر ہو گئے شیر شکار
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار
انکے غم میں ہم تو پھر بھی ہیں حزین و دلفگار
پھر بھی پتھر سے نکل سکتی ہے بیداری کی دھار

کیسے ہی وہ سخت دل ہوں ہم نہیں ہیں نا امید
آیت لَا تَيْئَسُوْا رکھتی ہے دل کو استوار

وسلم نے دائمی قرار دیا ہے۔ ہر انسان کا ایک دائرۂ اثر ہوتا ہے جس میں اس کی مرضی چلتی ہے تو فرمایا جس جس دائرۂ اثر میں تمہاری مرضی چلتی ہو تم یہ کوشش کرو کہ اس دائرۂ اثر میں تمہاری مرضی نہ چلے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی چلے۔ ہوائے نفس کو یا اللہ کے غیر کو خوش کرنے کے لئے کوئی کام نہ کیا جائے۔ کوئی حکم نہ دیا جائے۔ کوئی ہدایت نہ ہو۔

دین کے چھٹے معنے

میں نے یہ بتائے تھے کہ تمہاری عادات بھی ایسی ہوں کہ اُن کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔ ماحول کے بداثرات بدعادات پیدا کر دیتے ہیں۔ اس لئے ماحول کے بداثرات سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بچو۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے ماتحت اور اس کی خوشنودی کے حصول کے لئے اپنے میں اچھی عادتیں پیدا کرو اور انہیں پختہ کرنے کی کوشش کرو۔

ساتواں حکم یہ ہے

کہ جب تمہیں غلبہ مل جائے تو غلبہ اور طاقت کا استعمال احکام الٰہی کی روشنی میں ہو اور آٹھویں یہ کہ یہ زندگی تدابیر کا مجموعہ ہے۔ بہت سی چیزیں ہیں جنہیں ہم عادتاً کرتے ہیں اور ان کو تدبیر نہیں سمجھتے گرمیوں کے دنوں میں یہ بھی ایک تدبیر ہے کہ ہم رات کو باہر پانی کا گھڑا رکھتے ہیں تاکہ ہمیں صبح نسبتاً ٹھنڈا پانی مل جائے۔ لیکن یہ عادت ایسی ہے کہ کسی سے بات کرو تو وہ کہے گا یہ بھی کوئی تدبیر ہے۔ لیکن ہر کام جو ہم کرتے ہیں دراصل وہ تدبیر ہے۔ کیونکہ اس سے مستقبل میں ایک نتیجہ نکلتا ہے۔ مثلاً گھر والی صبح اٹھ کر ناشتہ تیار کرتی ہے یہ بھی ایک تدبیر ہے تاکہ رات کے بھوکے معدے کو کچھ کھانے کو ملے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی عادت تھی کہ گھر میں گھر کے کاموں میں گھر والوں کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے۔ اگر خاوند مثلاً برتن دھونے لگ جائے یا اگر انہوں نے اکٹھے کھانا ہے تو برتن لگائے یا کوئی اور کام کرے یہ بھی ایک تدبیر ہے۔ اور یہ بھی ایک تدبیر ہے کہ کھانے کا ایک لقمہ بھی ضائع نہ ہو کیونکہ کسی اور بھائی کا اس سے فائدہ ہو سکتا ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی رکابی میں اتنا ہی ڈالو جو ختم کر سکو زیادہ نہ ڈالو۔ ہمارے ملک میں یہ بُری رسم پیدا ہو گئی ہے کہ بہت سے لوگ جب مہمان ان کے ہاں آئیں وہ ان کی رکابیوں میں اپنی مرضی کے مطابق کھانا انڈیل دیتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ اس کے نتیجہ میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کی بے حرمتی ہوگی۔

دو سال ہوئے میں راولپنڈی گیا ہوا تھا تو وہاں ایک دوست کے ہاں سے دعوت کا کھانا آیا۔ میں نے اپنی ضرورت کے مطابق کھانا ڈالا۔ ان کی ربۃ البیت باہر کھڑی غور سے دیکھ رہی تھیں کہ ہمارا پکا ہوا کھانا پیٹ بھر کر کھاتے ہیں یا پیٹ پھاڑ کر کھاتے ہیں۔ ان سے رہا نہ گیا وہ اندر آگئیں اور کہنے لگیں میں تو جتنی تہول میں تو اپنی مرضی کی مقدار آپ کی رکابی میں ڈالوں گی۔ میں نے کہا اپنی مرضی پوری کرو کھانا تو میں نے اتنا ہی ہے جتنا میں نے کھانا ہے۔ لیکن اس کے نتیجہ میں (وہ کھانا تو شاید ضائع نہیں ہوا ہوگا انہوں نے محبت سے کھا لیا ہوگا) لبعض دفعہ ضائع بھی ہو جاتا ہے

غرض نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ

جو تدبیر بھی تم کرو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو

اب پلیٹ میں کھانا ڈالنا یہ بھی ایک تدبیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اُتنا ڈالنا جتنا آدمی کھا لے۔ دوسروں کے دکھاوے کے لئے ڈالنا یا جتنی کی اسے بھوک ہے اس سے کم ڈالنا تاکہ لوگ سمجھیں کہ بڑا عبادت گزار ہے اور اسے کھانوں سے کوئی رغبت نہیں اور پھر جب علیحدگی میں گئے تو اپنا پیٹ بھر لیا۔ یہ خدا کی رضا کے لئے اپنی پلیٹ میں کھانا نہیں ڈالا بلکہ خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے کے لئے اور اس کی مخلوق کو دھوکا میں رکھنے کے لئے تھوڑی سی غذا ڈالی گئی یا اپنی امارت کا مظاہرہ کرنے کے لئے مہمانوں کے سامنے ایک ایک قاب لا کر رکھ دیا یا فی مہمان ایک دیگ پکوا دی یا ایک اُونٹ ذبح کر دیا تو وہ تدبیر جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے نہیں۔ پس آٹھویں ذمہ داری ہم پر یہ ڈالی گئی ہے کہ جو تدبیر بھی تم کرو کسی چھوٹے مقصد کے لئے وہ تدبیر ہو یا کسی بڑے اہم مقصد کے لئے وہ تدبیر ہو جس قسم کی وہ تدبیر ہو اصل مقصد اس تدبیر سے یہ ہو کہ تمہارا ربّ تم سے خوش ہو جائے۔

نویں یہ کہ جب نفس کا یا اپنے دوسرے بھائیوں کا جن کی

تربیت کی ذمہ داری

تم پر ہے، محاسبہ کرنے لگو تو وہ محاسبہ احکام باری جلّ شانہٗ کی روشنی میں ہو کسی تکبّر یا غصہ یا نفرت یا حقارت کے نتیجہ میں نہ ہو۔ لبعض لوگ مثلاً بے دھڑک اپنے منہ سے نکال دیتے ہیں کہ فلاں علاقے کے لوگوں میں یہ یہ بُرائیاں ہیں۔ اب یہ بھی ایک محاسبہ ہے لیکن یہ خدا تعالیٰ کو خوش کرنے والا محاسبہ نہیں ہے نفس سے محاسبہ شروع ہوتا ہے اور خاموشی کے ساتھ اور احساسات اور جذبات کو ٹھیس لگائے بغیر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اور اس کے بندوں کو اس کے قریب لانے کے لئے انسان محاسبہ کرتا ہے

دسویں ذمّہ داری

حقیقی عبادت کی ہم پر یہ ڈالی گئی ہے کہ جب تم فیصلہ کرو تو اللہ تعالیٰ کے فیصلوں اور احکام کے مطابق فیصلہ کرو۔ اور

گیارہویں ذمّہ داری

یہ ڈالی گئی ہے کہ جب تم بدلہ دو یا جب تم بدلہ لینے کی امید رکھو ہر دو صورتوں میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور نبی اکرم صلے اللہ کی سنّت ملحوظ ہو۔ بدلہ لینے کے متعلق میں نے بتایا تھا (یاد دہانی کرا دیتا ہوں) کہ مثلاً اپنے نفس کے علاوہ غیر کے ساتھ حسن سلوک کے متعلق بدلہ لینے کا جو اصول بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ تم نہ بدلے کی خواہش رکھو اور نہ یہ خواہش رکھو کہ وہ تمہارا مشکور رہو گا۔ جب تم نے احسان کیا ہے تو اس کے بارے میں احسان کی امید یا خواہش یا شکر گزار ہونے کی امید یا خواہش نہ رکھو۔

بہرحال میں نے اصولی طور پر دو یا تین باتیں بتائی تھیں یہ گیارہ ذمہ داریاں مُخلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْن کی آیت کا ٹکڑا ہم پر ڈالتا ہے اس کے بعد

اللہ تعالیٰ نے تین ذمہ داریاں

اس قسم کی ڈالیں جن کا ان گیارہ کی گیارہ ذمہ داریوں سے تعلق ہے۔ اور دراصل ان ذمہ داریوں کو صحیح طور پر نباہنے کے لئے وہ تین چیزیں بنیاد بنتی ہیں۔ ان ذمہ داریوں کے نباہنے سے جو عمارت کھڑی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی محبت کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے فدائیت کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہر قسم کے ایثار کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے ظلم سہنے کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے ظلم کو معاف کرنے کی وغیرہ وغیرہ جتنے نیک اعمال ہیں ان سے ایک بنیاد قائم ہوتی ہے جو جنت میں گھر بنتا ہے وہ یہی گھر ہے نا جو ہم اس دنیا میں روحانی طور پر تیار کر رہے ہوتے ہیں۔

اس کی بنیاد تین چیزوں پر قائم کی گئی ہے

جن میں پہلے یہ ہے کہ

حُنَفَآء

کہ یہ ذمہ داریاں جب تم نباہو، ان میں ثبات قدم ہو۔ مستقل مزاجی ہو۔ تمہاری ساری کی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کے لئے گزرنے والی ہو۔ جب تم اس کی عبادت کرو تو یہ نہیں کہ چند دن عبادت کی اور چند دن چھٹی لے لی۔ روحانی دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے جو کام کئے جاتے ہیں ان میں رخصتیں نہیں ہوتیں بلکہ ذمہ داری کے عاید ہونے کے وقت سے دنیا سے گزر جانے کے دن تک وہ کام لگاتار اور باقاعدگی سے کرنا ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ سکولوں کی طرح وس مہینے نماز پڑھی اور دو مہینے نماز سے چھٹی ہو گئی۔ نماز باجماعت تو پانچ وقت ہی سوائے اس جائز مجبوری کے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سختی سے بچانے کے لئے ہم پر رحم کرتے ہوئے سہولت دی ہے اس کے علاوہ مسجد میں آکر نماز پڑھنا ضروری ہے اسی طرح وہ سینکڑوں احکام الٰہی جو قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں اور ان کی ہزاروں فروعات جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپ کی سنت میں پائی جاتی ہیں ان پر باقاعدگی کے ساتھ

استقلال کیساتھ عمل کرنا ضروری ہے

حنفاء ہونا چاہیئے ثبات قدم ہونا چاہیئے استقلال ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس کے بغیر تو یہ شکل بنے گی کہ ہماری زندگی کے کچھ دن خدا کے لئے گزرے اور کچھ دن شیطان کے لئے گزرے۔ لیکن ہمارا خدا یہ کہتا ہے کہ اگر تم سب کچھ مجھے دینا نہیں چاہتے تو میں تم سے کچھ بھی لینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ پھر سب کچھ ہی شیطان کی گود میں جا کر ڈال دو اور اس دنیا کی جہنم اور اُس دنیا کی جہنم کے وارث بنو لیکن اگر میرا بننا ہے تو میرے ہو کر ساری زندگی کے دن گزارنے ہوں گے۔ اگر تم آدھا مجھے اور آدھا میرے غیر کو دینا چاہو تو جو مجھے دینا چاہو گے وہ بھی میں قبول نہیں کرونگا پس فرمایا کہ

عبادت اور اس کی ذمہ داریاں

اور اس سلسلہ میں جو احکام بجا لانے ہیں ان میں ثبات قدم ہونا چاہیئے۔ استقلال

ہونا چاہیئے۔ باقاعدگی ہونی چاہیئے۔ اور بشاشت اور رضا ہونی چاہیئے۔ اس کے بغیر تو انسان کو ثبات قدم نہیں ملتا۔

اس سلسلہ میں دوسری چیز جو بتائی ہے وہ ہے وَيُقِيمُوا الصَّلوٰةَ وَيُؤْتُوا الزَّكوٰةَ اس میں دو چیزیں آگئی ہیں قرآن کریم نے

صلوٰۃ اور زکوٰۃ

کو مختلف معانی میں استعمال کیا ہے۔ بعض جگہ تو ایک خاص عبادت جو ہم پانچ وقت فرائض کے طور پر، کچھ سنتوں اور نوافل کے طور پر ادا کرتے ہیں اس کو صلوٰۃ کہا جاتا ہے۔ اور زکوٰۃ اس مقررہ لازمی چندے کو کہا جاتا ہے جس کی تفاصیل قرآن اور احادیث میں پائی جاتی ہیں۔ لیکن ان دو الفاظ کو بنیادی معانی میں بھی استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ قرآن کریم کی ابتداء میں سورۂ بقرہ کے شروع میں ہی ایک بڑا لطیف اصولی مضمون بیان ہوا ہے اور اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن کریم کے نزول کے بعد دنیا تین گروہوں میں منقسم ہو جائے گی (۱) ایمان لانے والے (۲) کھلم کھلا انکار کرنے والے (۳) منافقانہ راہوں کو اختیار کرنے والے وہاں ساری باتیں جو بیان کی گئی ہیں وہ بڑی اصولی ہیں۔ وہاں بھی

هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلوٰةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ (البقرہ ۳۔۲)

میں يُقِيمُونَ الصَّلوٰةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ جو دو فقرے استعمال ہوئے ہیں ان کی بجائے یہاں يُقِيمُوا الصَّلوٰةَ وَيُؤْتُوا الزَّكوٰةَ کے دو فقرے ایک ہی معنی میں استعمال ہوئے ہیں اور یہ دو چیزیں تمام اعمالِ صالحہ اور عبادات کی بنیاد ہیں

صلوٰۃ سے مراد

وہ بنیادی دعا ہے جس کے کرنے کا حکم بطور فریضہ کے دیا گیا۔ ایک وہ دعا ہے جو ضرورت کے مطابق انسان کرتا ہے ہر فرد کی ضرورت مختلف ہوتی ہے ہر شخص کی ضرورت مختلف اوقات میں مختلف ہوتی ہے۔ وہ حسب ضرورت اپنے رب سے مانگتا ہے اور اس کے فضل سے پاتا ہے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جوتے کا اگر ایک تسمہ بھی ٹوٹ جائے اور اس کی ضرورت ہو تو یہ نہ سمجھنا کہ زور بازو سے تم اسے حاصل کر سکو گے۔ بوٹ کا تسمہ بھی تم اپنے خدا سے مانگو۔ پس ایک تو یہ انفرادی دعا ہے جو انفرادی حالات کے ساتھ تعلق رکھتی ہے لیکن

ایک بنیادی دعا

ہے۔ یعنی عاجزانہ اپنے رب کے قدموں پر گر جانا۔ جو بطور فریضہ کے قائم کی گئی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ کے ایک معنی یہ بھی کئے ہیں کہ یہاں یہ حکم ہے کہ مجھ سے دعا کرو۔ تو یہاں یہ فریضہ ہے اور آپ نے اس کی بڑی لطیف تفسیر بیان کی ہے۔ یہاں دعا کو اس دعا کے معنوں میں استعمال کیا ہے جو فرض ہے۔ اور پھر آگے اس کی

قبولیت کا وعدہ

دیا گیا ہے۔ یہاں اور سورۂ بقرہ کے شروع میں اور بعض دوسری جگہوں پر صلوٰۃ کا لفظ اس دعا کے معنوں میں آیا ہے جو فریضہ ہے۔ ہر ایک شخص کے لئے کرنا ضروری۔ ورنہ عبادت اور اس کے لوازمات پورے نہیں ہوتے اور انسان سچے طور پر اپنے رب کی عبادت نہیں کر سکتا۔ اس دعا کی ماہیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بیان کی ہے کہ چونکہ بندہ اپنے رب کی عبادت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے انسانی فطرت میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے رب کی طرف جھکے لیکن اس کی فطرت میں کمزوری بھی ہے۔

پس

اس دعا کی ماہیت یہ ہے

کہ پہلے رحمٰن کی رحمانیت جوش میں آتی ہے اور اپنے بندہ کو وہ اپنی طرف کھینچتی ہے پھر اس کو تھوڑے سے قرب کے حاصل ہو جانے کے بعد کچھ ہوش آجاتا ہے اور اس کی فطرت بیدار ہو جاتی ہے اور جاگ اٹھتی ہے۔ پھر بندے کی فطرت میں ایک جوش پیدا ہوتا ہے کہ میں خدا کا قرب حاصل کروں اور پھر بندہ اس کی طرف کھینچا چلا جاتا ہے یعنی یہ دو کششیں ہیں۔ ایک اللہ کی کشش جو اس کی رحمت کے جوش سے ظاہر ہوتی ہے اور ایک بندے کی کشش جو اس کی فطرت کے بیدار ہونے کے بعد یا اس کی بلوغت کے بعد ظاہر ہوتی ہے اور یہ دو کششیں مل کر بندے کو اللہ تعالےٰ کا ایک خاص مقام قرب عطا کرتی ہیں۔ یہ

خاص مقام قرب صرف انسان کو عطا ہوتا ہے

دوسری چیزوں کو عطا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ میں نے ایک خطبہ میں بتایا تھا کہ قرب کی کئی قسمیں ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا قرب تو ہر شے کو حاصل ہے لیکن ایک قرب عام ہے ایک قرب خاص ہے۔ بندے کو قرب خاص عطا ہوتا ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"خدا تعالےٰ کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے (پیچھے بندے کا ذکر ہے کہ ایسا انسان جب کہ جب خدا تعالےٰ کی رحمانیت جوش میں آتی ہے تو اس کی فطرت بیدار ہوتی ہے تو یہ حالت پیدا ہو جاتی ہے) اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے۔ پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہِ الوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ تب اس کی روح اس آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے۔"

(برکات الدعا صـ)

یہ ہے اس دعا کی ماہیت یعنی جب تک انسان کو یہ مقام حاصل نہ ہو وہ عبادت کا مفہوم ہی نہیں سمجھ سکتا۔ ان ذمہ داریوں کے ادا کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ فرمایا کہ تم عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ عبادت کے یہ تقاضے ہیں۔ عبادت تم پر یہ ذمہ داریاں ڈالتی ہے اس کے لئے

پہلی شرط یہ ہے

کہ تم پختہ عزم کرو۔ کہ ہم ایک دفعہ صراط مستقیم کو حاصل کرنے کے بعد اس راہ سے نہیں بھٹکیں گے بلکہ خواہ کچھ ہو جائے ثبات قدم دکھائیں گے۔ ساری دنیا کے پہاڑ مل کر ہم پر گرنے کی کوشش کریں اور ہمیں پیسنے سے بھی باریک ذرّوں میں منتقل کرنے کی کوشش کریں اور ساتھ یہ ہو کہ اگر تم اپنے رب سے تعلق توڑ دو تو تم اس فنا سے بچ سکتے ہو تو خدا کا بندہ کہے گا کہ نہیں مجھے اس جسم کی فانی زندگی منظور نہیں۔ روحانی زندگی اور وہ اس کی بقا کا انحصار اس بات پر ہے کہ میرا اپنے رب سے تعلق قطع نہ ہو اور میں اس سے دوری کی راہ کو اختیار نہ کروں

پس جب یہ جذبہ پیدا ہو جاتا ہے اور انسان کی فطرت بیدار ہو جاتی ہے تو وہ اس کے نتیجہ میں کامل یقین۔ کامل امید۔ کامل محبت۔ کامل وفاداری۔ کامل ہمت کے ساتھ خدا کی طرف جھکتا ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ

فنا کے میدانوں میں سے

گزرتا ہے۔ یعنی ہر ایک فنا اور موت سے اور پھر جب وہ ان میدانوں کو عبور کر لیتا ہے تو کیا دیکھتا ہے بارگاہِ الوہیت ہے الوہیت کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ یہ عبادت کا حق ادا ہو گیا تھا۔ تب اس کی روح اس کے آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے اور پھر وہ سر اس آستانہ سے کبھی اٹھتا نہیں۔

پس حنفاء کے بعد یہ بتایا کہ وَيُقِيمُوا الصَّلوٰةَ کہ ان کو یہ حکم دیا ہے کہ چونکہ تم میری عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہو اس لئے اس مفہوم میں

دعا کو قائم کرو

تا کہ اس کے اوپر وہ عمارت کھڑی ہو سکے جو تمہاری جنت کی عمارت ہے۔ اس قسم کی دعا کا کیا اثر ہوتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:۔

"اس دعا کے ساتھ روح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہہ کر آستانۂ حضرت احدیت پر گرتی ہے وہ خدا کے حضور میں کھڑی بھی ہوتی ہے اور رکوع بھی کرتی ہے اور سجدہ بھی کرتی ہے اور اسی کی ظل وہ نماز ہے جو اسلام نے سکھائی ہے"

(لیکچر سیالکوٹ صـ)

نماز ظل ہے اصل نہیں۔ اصل یہ صلوٰۃ یہ دعا ہے جو فرض ہے۔ جس کی بنیاد پر صحیح اور سچی اور حقیقی عبادت کی عمارت کھڑی ہوتی ہے

پھر فرمایا:۔

"اور روح کا کھڑا ہونا یہ ہے کہ وہ خدا کے لئے ہر ایک مصیبت کی برداشت اور حکم ماننے کے بارے میں مستعدی ظاہر کرتی ہے"

(ایضاً)

جب آستانۂ الوہیت نظر آگیا۔ جب

خدا تعالےٰ کا قرب

ہمیں مل گیا۔ جب خدا تعالےٰ کے ساتھ جو حی و قیوم ہے اور صفات حسنہ کا مالک ہے اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے اور بقاء اسی کی مرضی اور منشاء کے بغیر ممکن نہیں اور فرد کو صرف اسی رنگ میں بقا ملتی ہے جس رنگ میں وہ چاہتا ہے۔ مختلف جسموں کو اس نے بقا نہیں دی لیکن روح کو اس نے باقی رکھا اور جسم سے زیادہ انعامات کا اسے وارث بنایا۔ اس دعا کی جو بنیادی حیثیت رکھتی ہے ایک خاصیت یہ ہے کہ اس میں انسانی روح خدا کے ہر حکم کے لئے مستعد رہتی ہے۔

اس دعا کی دوسری صفت

یا دعا کے نتیجہ میں جو روح میں صفت پیدا ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ انسان کی روح اس دعا کے نتیجہ میں اپنے رب کے حضور جھکتی ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

”اس کا رکوع یعنی جھکنا یہ ہے کہ وہ تمام محبتوں اور تعلقوں کو چھوڑ کر خدا کی طرف جھک آتی ہے اور خدا کے لئے ہو جاتی ہے“
(ایضاً)

دنیا کے سارے رشتے اور تعلقات فی نفسہا اس انسان کے نزدیک کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ بلکہ انہی اور اس حد تک اور اس وقت تک کوئی حقیقت ہے جتنی اور جس حد تک اور جس وقت تک خدا کہے کہ اس حقیقت کو اس تعلق کو قائم رکھنا ہے۔ مثلاً خدا تعالیٰ نے انسان پر بڑی بھاری ذمہ داری

ماں باپ کی خدمت

کی۔ ان کی عزت و احترام کی۔ ان کی اطاعت کی اور ان کا کہا ماننے کی ڈالی ہے۔ لیکن ایک حد بھی مقرر کر دی۔ اگر شرک کی بات کریں۔ خدا سے دوری کی بات کریں تو پھر ان کی بات نہیں ماننی۔ اس سے پہلے تک ان کی عزت کرنی ہے ان کا احترام کرنا ہے ان کی اطاعت کرنی ہے۔ ادب سے پیش آنا ہے۔ انہیں اُف تک نہیں کہنا۔ ہر طرح ان کو آرام دینا ہے اور خوش رکھنے کی کوشش کرنا ہے۔ وغیرہ وغیرہ بے شمار ذمہ داریاں ہیں لیکن ساتھ یہ کہہ دیا کہ اگر شرک کی کوئی بات کریں۔ خدا سے دور لے جانے والی کوئی بات کریں تو پھر ان کی بات نہیں ماننی۔ تو ایسی روح تمام تعلقات توڑ دیتی ہے جو خدا کے سوا ہوں۔ صرف ایک تعلق جو حقیقی تعلق ہے اس کا قائم ہو جاتا ہے اور اس تعلق کے نتیجہ میں پھر جس سے خدا جس حد تک تعلق قائم کرنے کو کہتا ہے وہ کرتا ہے۔ نہ اس سے زیادہ نہ کم۔ گویا ہر ماسوا اللہ حقیقت میں کچھ نہیں۔ نہ کوئی عظمت اس کی۔ نہ کوئی جلال اس کا۔ نہ کوئی عزت اس کی۔ نہ کوئی احترام اس کا۔ نہ کوئی خوف اس کا۔ نہ کوئی ڈر اس کا۔ کوئی چیز باقی نہیں رہتی

سب کچھ خدا کے لئے ہو گیا

خدا سے ایک رشتۂ محبت قائم ہو گیا جس کے بعد کوئی اور رشتہ قائم نہ رہا۔ جس کے بعد کسی اور رشتۂ محبت کی ضرورت باقی نہ رہی۔ یہ دوسری صفت ہے جو اس قسم کی دعا میں پائی جانی چاہیئے۔ جس کے نتیجہ میں اس روح میں بھی یہ حقیقت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں:۔

”اور اس کا سجدہ یہ ہے کہ وہ خدا کے آستانہ پر گر کر اپنے تئیں بکلی کھو دیتی ہے اور اپنے نقش وجود کو مٹا دیتی ہے۔ یہی نماز ہے جو خدا کو ملاتی ہے“
(ایضاً)

دوئم تو یہ تھا کہ کوئی غیر جو ہے وہ باقی نہیں رہتا۔ اس کے ساتھ جو بھی رشتہ ہے وہ خدا میں ہو کر اس کے احکام کی روشنی میں قائم ہوتا ہے۔ تیسرا یہ ہے کہ اپنا وجود باقی نہیں رہتا۔ اپنا وجود بھی خدا کے سپرد ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کا جو خلاصہ نکالا ہے (یہ حوالے مختلف جگہوں کے ہیں۔ میرے ذہن نے ان کو اکٹھا کیا ہے۔ ویسے تو ہر دعا کے ساتھ ان دو چیزوں کا تعلق ہے لیکن حقیقتاً اس بنیادی دعا کے ساتھ تعلق ہے) وہ یہ ہے کہ اس اصلی اور بنیادی

دعا کے لئے دو چیزوں کا تصور

ضروری ہے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کا تصور۔ اس کی ذات کی معرفت اور اس کی صفات کا عرفان اور اس حقیقت کا احساس کہ یہ صفاتِ کاملہ ہمیشہ اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں۔ اور یہ کہ کوئی اور وجود اس کی صفاتِ کاملہ کے کام میں کوئی روک نہیں پیدا کر سکتا۔ جب اس کی صفت کا جلوہ ہوتا ہے تو ہر شے جو اس کی مخالف ہوتی ہے وہ ہلاک کر دی جاتی ہے۔ فنا کر دی جاتی ہے۔

پس ایک تو یہ تصور اس روح میں قائم ہوتا ہے اور ہونا چاہیئے کہ

اللہ تعالیٰ بڑی عظمت و جلال والا ہے

اور وہ صفاتِ حسنہ سے متصف ہے اور اس کی یہ صفاتِ حسنہ ہمیشہ اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں اور کوئی اور طاقت۔ اور کوئی اور صفت۔ اور کوئی تدبیر اور حیلہ اللہ تعالیٰ کی ان صفات کے مقابلہ میں کامیاب اور کارگر نہیں ہو سکتا۔

دوسرا تصور یہ ہے کہ میں کچھ نہیں۔ یہ

اپنی ذلّت اور نیستی کا تصور

ہے۔ دراصل عبودیت کا مقام حاصل نہیں ہو سکتا جب تک انسان اس حقیقت پر نہ قائم ہو جائے کہ میں لاشئے محض ہوں اور لاشئے محض ہونے کے باوجود اس کو کام کرنے کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ غرض اپنی ذلت اور نیستی کے ساتھ ہی اس کو یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے گا (اور اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے) وہ تائید کرے گا۔ اس کی تائید و نصرت حاصل ہوتی ہے۔ اور جب اس کی توفیق اور تائید و نصرت حاصل ہو جائے تو وہ وجود لاشئے محض ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تائید سے ایسے کاموں کی توفیق پاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے ہیں

ان

دو تصوّرات کے نتیجہ میں

وہ حقیقی بنیادی دعا انسان کو حاصل ہو جاتی ہے۔ جس میں تین خاصیتیں ہیں۔ یعنی جس کے نتیجہ میں دعا کرنے والے میں تین خاصیتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور جس کے نتیجہ میں اس محل کی عمارت کھڑی ہوتی ہے جو محل روحانی طور پر اس دنیا میں انسانی جنت کا محل اور اُس دنیا میں انسانی جنت کا محل ہوتا ہے۔

پس یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ میں اس نماز کا ذکر نہیں جو ابھی خطبہ کے بعد مثلاً جمعہ کی نماز پڑھیں گے۔ یا پھر مغرب اور عشاء۔ فجر اور ظہر کی نماز ہر روز یہاں پڑھتے ہیں۔ بلکہ اس بنیادی دعا کا تعلق تمام حقوق اللہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی حق بھی ادا نہیں ہو سکتا۔ جو اس بنیاد کے اوپر کھڑا نہ ہو۔ کیونکہ انسان اگر اپنے کو ہی کچھ سمجھے تو وہ خدا کا حق کیسے ادا کر سکے گا۔ اگر وہ غیر اللہ کو کچھ سمجھے تو وہ خدا کا حق کیسے ادا کر سکے گا۔ پس یہ وہ بنیادی دعا ہے جو ہر مومن مسلمان پر فرض ہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ سے وہ تعلقِ محبت پیدا ہو جاتا ہے جس تعلقِ محبت کو پیدا کرنے کے لئے انسان کی پیدائش ہوئی ہے۔ اور ان ثمار کا وارث ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومن بندے کے لئے مقدر ہیں۔

سورۂ بقرہ کے شروع میں بھی اسی معنی میں یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ کا فقرہ استعمال کیا گیا ہے۔ غرض

عبادت کی رُوح یہ دُعا ہے

اس کے بغیر بظاہر نظر آنے والی عبادت ایک مردہ لاشہ ہے لیکن اگر اس عبادت میں یہ دعا، دعا کی یہ روح پیدا ہو جائے تو پھر وہ زندہ ہے۔ اور زندہ کا تعلق زندہ سے پیدا ہو سکتا ہے۔ زندہ روح کا تعلق پھر زندہ خدا سے ہو جائے گا۔ پس حقوق اللہ کی ادائیگی میں روحِ عبادت یہ دعا ہے یہ صلوٰۃ ہے جس کا ذکر یہاں کیا گیا ہے عبادت کی کچھ ذمہ داریاں حقوق العباد سے تعلق رکھتی ہیں۔ ویسے تو زکوٰۃ کا سارے ہی حقوق سے تعلق ہے لیکن نمایاں طور پر براہِ راست تعلق حقوق العباد کے ساتھ نظر آتا ہے۔ میں نے بڑا سوچا۔ میرے نزدیک اس کو صرف حقوق العباد کے لئے ہی سمجھنا درست نہیں ہے۔ زکوٰۃ روحِ خدمت ہے۔ اس دنیا میں حقوقِ انسانی کی ادائیگی اور نوعِ انسانی کی جو خدمت ہے اس کے ساتھ اس کا

نمایاں طور پر تعلق

ہے۔ بندے کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو تعلق ہے وہ خدمت سے کچھ مختلف ہے محض خادم کا تعلق نہیں بلکہ فانی کا تعلق ہے۔ اس وجہ سے وہ چیز وہاں اتنی نمایاں نہیں ہوتی۔ لیکن بہرحال وہاں بھی اس کا تعلق ہے۔

ایک دوسرے نقطۂ نگاہ سے تمام گیارہ کی گیارہ باتیں جن کا مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ میں ذکر ہے۔ یا اس سے زاید کہیں اور ذکر ہو ان کی دوسری بنیاد زکوٰۃ ہے یہ وہ زکوٰۃ نہیں جس کی شرائط پوری ہونے پر چالیسواں حصہ یا بعض لازمی چندوں کے دوسرے مقررہ حصے ادا کئے جاتے ہیں۔ زکوٰۃ کے مختلف معانی ہیں اور بعض آیاتِ قرآنی میں تمام لغوی معنی چسپاں ہو جاتے ہیں اور وہاں ہمیں بڑی لطیف تفسیر ملتی ہے

اس معنی کی رو سے جو میں سمجھتا ہوں کہ بنیادی حقیقت کا حامل ہے۔

زکوٰۃ کے معنے یہ ہیں

کہ اللہ تعالیٰ ہی کا حق تسلیم کیا جائے اور اسی کو مالکِ حقیقی سمجھا جائے اور خدا کا جو حق ہے اس کی آگے اس تقسیم میں جو اس نے اپنے کسی بندے کے سپرد کی ہے خدا کے قائم کردہ حق کے مطابق خرچ کیا جائے۔ پس زکوٰۃ کے معنے یہ ہوئے کہ

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ

مثلاً ہر چیز جو میری ہے یا آپ میں سے ہر ایک کی ہے حقیقتاً وہ اللہ تعالیٰ کی ہے اور مالکِ حقیقی کے حکم اور ارشاد کے مطابق اس تمام عطا کا مصرف ہونا چاہیئے۔ جہاں وہ حق قائم کرے وہاں وہ حق ملنا چاہیئے اس لئے اسلام ایک حسین اور عجیب مذہب ہے کہ اس نے صرف دوسروں کے حقوق تسلیم کر کے ان کو قائم نہیں کیا بلکہ خود ہر فردِ واحد کے

حقوق کو تسلیم کیا اور ان کی ادائیگی کا حکم دیا۔ اگر یہ حقوق تسلیم نہ کئے جاتے تو اس کا کوئی حق نہیں تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا[1]

(بخاری کتاب الصوم باب من اقسم علی اخیہ لیفطر فی التطوع)

تیرے نفس کے بھی کچھ حقوق ہیں جو خدا تعالیٰ نے قائم کئے ہیں اور تیرا یہ فرض ہے کہ تو ان حقوق کو ادا کرے ایک حق مثلاً نفس کا یہ ہے کہ اس کو متوازن غذا ملے کہ اس کی صحت قائم رہے۔ اور اپنی زندگی میں وہ اپنی ذمہ داریوں کو نباہ سکے۔ وہ یہ سمجھے کہ میری زندگی کا ہر سانس اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ یہ اسی کا ہے۔ میرا کوئی حق نہیں کہ میں جس طرح چاہوں اپنی زندگی کے اوقات خرچ کروں۔ جب اسے نیند آتی ہے اور جسم تھک جاتا ہے تو جسم کہتا ہے میں نے سونا ہے

اللہ کا بندہ

اس وقت یہ سوچے گا کہ سونا کیوں؟ کیا خدا نے میرا یہ حق تسلیم کیا کہ اس دنیا میں تم تھک جاؤ گے اور تمہیں نیند کی ضرورت پڑے گی۔ اس وقت نیند کی ضرورتوں کو ان شرائط کے ساتھ جو اسلام نے بڑی وضاحت سے بیان کی ہیں پوری کر سکو گے یہ تمہارا حق ہے۔ یعنی چیز خدا کی تھی۔ اس نے اپنی رحمت سے یہ حق عطا کیا اور جب ہم اس نقطۂ نگاہ سے دیکھتے ہیں تو قرآن کریم کہتا ہے

جَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا (النباء ۷۸: ۱۰)

تمہاری نیند کو تمہارے لئے راحت کا باعث بنایا ہے۔ یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس میں کوئی حکمت ہونی چاہئیے۔ یہ کہنے سے کہ ہم نے تمہاری نیند کو تمہارے لئے راحت کا باعث بنایا ہے اس میں بہت سی حکمتیں ہیں۔

ایک حکمت یہ ہے

کہ خدا یہ کہتا ہے کہ اگر میں تمہارا یہ حق تسلیم نہ کرتا کہ تم اپنی زندگی کے کچھ لمحات راحت اور آرام اور اپنی طاقتوں کو زیادہ مضبوط بنانے اور پوری طاقت حاصل کرنے کے لئے نیند لو۔ تو تمہارا کوئی حق نہیں تھا

کہ تم سوتے۔ لیکن چونکہ تمہارے جسم کو میں نے اس طرح بنایا ہے کہ تمہارا دل اور تمہارا دماغ اور تمہارا جسم کوفت محسوس کرے گا اور چاہے گا کہ میں نیند لوں اس لئے ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ

وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا

اور تیرے نفس کا ایک حق یہ ہے کہ جب وہ تھک جائے اور اس کو راحت اور آرام کی ضرورت پڑے تو وہ سو جائے

پس ہماری زندگی کے سارے لمحات اللہ تعالیٰ کے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمارے لئے سونے کا حق پیدا کیا اور ہمیں اجازت دی کہ سو جاؤ ورنہ خدا کا مومن بندہ مر جاتا مگر اونگھتا نہ۔ اس کو دوسری طرف یہ بھی تو حکم تھا کہ تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰہ اور وہ خدا تعالیٰ کی سنت دیکھتا کہ

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ (البقرہ ۲-۲۵۶)

اور کہتا کہ میں بھی نہیں سوؤں گا لیکن اللہ تعالیٰ نے کہا پھر تو اپنی اس زندگی کو کامیاب نہیں بنا سکتا۔ تیرے قویٰ آہستہ آہستہ کمزور ہوتے چلے جائیں گے۔ حالانکہ تیری ذمہ داریاں تو آہستہ آہستہ بڑھتی چلی جاتی ہیں تو انہیں کیسے نباہے گا۔ پس نیند کا یہ حق قائم کر دیا اور جہاں یہ ذکر ہے کہ وہ زکوٰۃ دیتے ہیں یا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ اس کا مطلب یہ ہے کہ

ہم ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسلیم کرتے

اور ہر چیز کا مصرف اور خرچ خدا کی ہدایت کے مطابق ہو تو صحیح سمجھتے ہیں ورنہ ہمارا اپنا کوئی حق نہیں۔

ہمارے ایک بزرگ کے متعلق آتا ہے کہ وہ بڑے قیمتی جُبّے پہنا کرتے تھے۔ کسی نے اعتراض کیا تو انہوں نے کہا کہ میں تو منہ میں ایک لقمہ بھی نہیں ڈالتا جب تک میرا خدا نہ مجھے کہے کہ تو یہ لقمہ منہ میں ڈال اور کوئی کپڑا نہیں پہنتا جب تک خدا مجھے یہ نہ کہے کہ یہ قیمتی لباس پہن۔

دراصل اللہ تعالیٰ ہر بندہ سے اسی طرح مخاطب ہوتا ہے۔ کسی سے مخاطب ہوتا ہے ان قائم کردہ حقوق کو دہرانے سے جو قرآن اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور حدیث میں قائم ہو چکے ہیں اور کسی کے لئے وہ دہراتا نہیں۔ لیکن وہ اپنی جگہ پر قائم ہیں

اللہ تعالیٰ نے

ہمسائے کے حقوق، بیوی بچوں کے حقوق، اقرباء کے حقوق۔ اہل محلہ کے حقوق۔ بنی نوع انسان کے حقوق، غرض ہر ایک کے

حقوق قائم کر دئے ہیں۔ اور یہ کہا کہ تیرا یہ حق نہیں ہے کہ تو اپنے طور پر کسی کے حقوق قائم کرے تو اپنا حق بھی قائم نہیں کر سکتا جب تک وہ ہماری طرف سے قائم نہ ہو۔ یہ ہیں زکوٰۃ کے معنے کہ

ہر چیز کو خدا کا سمجھ کر

ہر حق اسی کا تسلیم کرتے ہوئے، ہر شئے کو خدا کی عطا سمجھتے ہوئے جتنی چیز جس جگہ خرچ کرنے کا حکم ہو اور جس قدر اپنے نفس کا یا کسی اور کا حق اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہو اس کے مطابق خرچ کرنا۔ یہ زکوٰۃ ہے اور یہ بنیادی چیز ہے اور جیسا کہ میں نے کہا ہے اس کا تعلق نمایاں طور پر حقوق العباد سے ہے لیکن عبادت کے ہر تقاضے سے اس کا تعلق ہے۔

پس فرمایا کہ انسان عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس لئے

تمہیں حکم دیا جاتا ہے

کہ تم خدائے واحد کی عبادت کرو مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ہو کر۔ یعنی ان تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے جو اللہ تعالیٰ نے عبادت کے قرآن کریم میں بیان فرمائے ہیں۔ پھر یہ نہیں کہ چند دن ان تقاضوں کو پورا کرو۔ اور پھر چھوڑ دو۔ بلکہ حُنَفَآءَ یعنی ثبات قدم ہونا چاہئیے۔ اگر تم میرے فضلوں کو حاصل کرنا چاہتے ہو۔ اگر یہ چاہتے ہو کہ تمہارا انجام بخیر ہو تو تمہیں ثابت قدم رہنا پڑے گا

دوسرے یہ کہ جو روح عبادت ہے اسے زندہ رکھنا پڑے گا۔ اور تم یہ نہیں کر سکتے پس دعا کرنی پڑے گی کہ اے خدا! ہماری روح عبادت کو زندہ رکھ اور زندہ رکھنے کی ہمیں توفیق عطا کر۔

پس

دو تصوّر اپنے ذہن میں لاؤ

ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ بڑی عظمت اور جلال والا ہے۔ اور وہ تمام صفات حسنہ سے متصف ہے۔ اور اس کی تمام صفات حسنہ ہر وقت کام کر رہی ہیں۔ کسی وقت بھی معطل نہیں ہوتیں اور خدا تعالیٰ کی جو صفات کام کر رہی ہیں ان کے مقابلہ میں جو کوشش آئے گی وہ ناکام ہو جائے گی اور دوسرے یہ تصور کہ میں ذلیل تر اور محض لاشئے ہوں۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی توفیق اور تائید حاصل نہ ہو میں کچھ نہیں کر سکتا۔ یہ دو تصور اس روح کو بیدار کرتے اور زندہ رکھتے ہیں اور جب یہ تصور روح کو زندہ کر دیتے ہیں تو اس وقت تین خاصیتیں روح میں ایسی پیدا ہو جاتی ہیں اور ان خاصیتوں کے پیدا ہونے کے

بعد ہی دراصل

اس عمارت کی تعمیر

کی جا سکتی ہے جس کا تعلق عبادت اور اس کے تقاضوں کے ساتھ ہے

دوسرے فرمایا کہ خالی اس قسم کی دعا نہیں بلکہ یہ تسلیم کرو کہ تمہیں جو بھی میسر آیا ہے۔ جو بھی ملا ہے مثلاً تمہاری قوت تمہاری استعدادیں۔ تمہارا علم۔ تمہاری طاقت، تمہارا جتھہ۔ تمہارے خاندان اور تمہارا اثر و رسوخ وغیرہ۔ اور تم جس علاقے میں ہو وہاں کی Mineral Resources یا دوسرے بہت سے اموال جو مختلف ملکوں یا خطوں میں زراعت یا معدنیات وغیرہ کے نتیجہ میں ملتے ہیں حتیٰ کہ تمہاری زندگی کے سب لمحات

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے

فرد واحد بھی اس کا مخاطب ہے اور قومیں بھی اس کی مخاطب ہیں اور چونکہ یہ سب کچھ اللہ کا ہے ان کی تقسیم۔ ان کا مصرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے قائم کردہ حقوق کی روشنی میں ہونا چاہئیے۔ چونکہ ہم تمہیں سونے کی اجازت دیتے ہیں اس لئے سو لیا کرو اور آرام اور راحت حاصل کیا کرو۔ تا کہ تم اگلے دن تازہ دم ہو کر اپنے کام میں لگو۔ نفس کے جتنے حقوق ہیں میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑا حق انسانی جسم کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو جو قوتیں اور استعدادیں دی ہیں وہ اپنے دوسرے ذرائع اس طرح خرچ کرے کہ یہ قوتیں اور استعدادیں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور فضل کے نتیجہ میں اپنی استعدادیں کمال تک پہنچ جائیں تا کہ انسانی پیدائش کا مقصد پورا ہو۔ ایک مقصد ہے اصولی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ایک مقصد ہے انفرادی۔ فرد فرد سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ تمام نفوس جو پیدا کئے گئے وہ قوتوں اور استعدادوں کے لحاظ سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر تو نہیں۔ ہر ایک نے اپنی قوت اور استعداد کے مطابق جسمانی اور دنیوی، روحانی اور اخروی تیاری کرنی ہے۔

پس

اللہ تعالیٰ نے یہ حقوق قائم کئے

اور ہمارے جسم کی بھلائی کے لئے۔ ہمارے نفس کی بھلائی کے لئے دنیوی ترقی اور روحانی ترقیات کے لئے ہمیں ہزاروں تعلیمات دی ہیں اور کہا کہ یہ تمہارا حق ہے۔ اگر انسان سوچے اور خدا کا شکرگزار بندہ بنے تو خدا تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ میں نہیں صرف

[1] پوری حدیث یہ ہے:-

اِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا
وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا
وَلِاَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا
فَاَعْطِ كُلَّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهٗ

(بخاری کتاب الصوم)

مصیبتوں میں ڈال کر امتحان لینا چاہتا ہوں بلکہ یہ فرمایا ہے کہ تمہارے حقوق بھی قائم کرتا ہوں تا کہ تم ترقی کرو۔ یعنی حقوق ملیں اور اس کا فائدہ بھی اسے حاصل ہو۔ یعنی حق کے ملنے کا وقتی فائدہ بھی اور حق ملنے سے جو شاندار نتیجہ نکلا اس سے ابدی فائدہ بھی حاصل ہو۔ اور یہ کہا کہ

تمہارے حق کو قائم کرتا ہوں

اور قائم کرنے کے دو فائدے ہوئے۔ ایک تو یہ کہ انسان کے دل سے یہ خوف نکل گیا کہ خدا کی ساری چیزیں ہیں میں کیوں استعمال کروں کیوں کھاؤں۔ کیوں پہنوں۔ میں کیوں مکان بنا کر دھوپ اور بارش سے اپنی حفاظت کروں۔ خدا تعالیٰ نے کہا میں تمہارے ان حقوق کو تسلیم کرتا ہوں تم ان کو پورا کرو۔ دوسرے بنیادی طور پر یہ فائدہ ہؤا کہ کسی اور کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ دخل اندازی کرے یا اعتراض کرے کہ تم کھاتے کیوں ہو تم پیتے کیوں ہو۔ تم اس مکان میں رہتے کیوں ہو جیسا کہ کسی نے اعتراض کیا تھا انہوں نے کہا مجھے خدا کہتا ہے میں کھاتا ہوں۔ پس حق قائم ہو گیا۔ دنیا کا اعتراض دور ہو گیا۔ انسانی نشوونما اور انتہائی ترقی اور کمال تک پہنچنے کا دروازہ کھل گیا۔ پھر دوسروں کے حقوق بھی قائم کئے ایک حسین معاشرہ قائم ہو گیا۔ ایک ایسا معاشرہ کہ اگر وہ واقعہ میں قائم ہو جائے جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد کے زمانہ میں تقریباً تین سو سال تک قائم رہا تو دنیا میں ایک ایسا عظیم انقلاب بپا ہو جائے کہ روس کا انقلاب اس کے مقابلہ میں کوئی حیثیت ہی نہ رکھے۔ اتنی حیثیت بھی نہ رکھے جتنی ہاتھی کے مقابلہ میں ایک مکھی کی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

کہ میں نے تمہیں اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اگر تم میری عبادت اور اس کے لوازمات کو پورا کرو گے۔ اس کے حقوق کو ادا کرو گے تو اس کے نتیجہ میں تم ایک ایسی قوم بن جاؤ گے ذالِکَ دِیۡنُ الۡقَیِّمَۃِ جس کے اوپر کوئی ضعف اور تنزل نہیں آئے گا۔ ہلاکت اور فنا نہیں آئے گی۔ اگر تم ان احکام پر عمل کرو جو ان دو چھوٹی سی مختصر آیات میں بیان ہوئے ہیں تو ایک قائم رہنے والی اور دنیا کے مربی اور استاد بننے والی قوم بن جائے گی

اگر ہم اپنی تاریخ کو دیکھیں

تو ہمیں یہی معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کی پاک صحبت میں اور بعد میں آنے والوں نے دو صدیوں تک (یعنی پہلی صدی کے بعد آنے والی دو صدیوں میں) آپ کی قوت قدسیہ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فیض حاصل کرنے کے بعد ثابت قدمی کا سبق بھی سیکھا۔ انہوں نے روح عبادت کو بھی حاصل کیا۔ انہوں نے زکوٰۃ یعنی روح خدمت کو بھی پایا۔ اور اس طرح پر انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ان تمام حقوق کو ادا کیا اور اس رنگ میں ادا کیا جس رنگ میں اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ وہ ان حقوق کو ادا کریں۔ خواہ وہ حقوق ان کے نفسوں سے تعلق رکھتے تھے۔ خواہ وہ حقوق ان کے والدین اور اقربا سے تعلق رکھتے تھے۔ خواہ وہ حقوق ان کے ہمسایوں یا اہل محلہ یا شہر میں بسنے والوں سے تعلق رکھتے تھے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ

وہ دنیا کے محسن بنے

دنیا کے مربی بنے۔ دنیا کے استاد بنے خدا کا قرب پانے والے اور اس کے حصول کی راہیں دکھانے والے بنے۔ قرب کے حصول کے سامان پیدا کرنے والے بنے چنانچہ متعصب دشمن بھی اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے کہ واقعہ میں وہ دنیا کے محسن اعظم تھے۔ سوال پیدا ہوتا تھا کہ وہ کیوں اور کیسے بنے؟ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس لئے بنے کہ میں نے قرآن کریم میں جو ہدایتیں دی تھیں ان پر انہوں نے عمل کیا۔ تکبر اور خود ستائی اور خود رائی اور خود نمائی ان میں نہیں تھی۔ انہوں نے فنا ہو کر ایک نئی زندگی پائی تھی کیونکہ اپنے اوپر انہوں نے ایک موت وارد کر لی تھی۔ وہ اس حقیقت پر قائم ہو چکے تھے کہ

اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول

کے بغیر اس دنیا میں بھی ترقی حاصل نہیں ہو سکتی اور وہ اس حقیقت کو بھی پہچانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے جو حقوق اس دنیا میں قائم کئے ہیں اگر کوئی قوم ان حقوق کی ادائیگی میں سستی اور غفلت سے کام لے کبھی کامیاب نہیں رہ سکتی۔ چونکہ انہوں نے اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا وہ اس انعام کے وارث بنے اور یہ بڑا زبردست انعام ہے جس کا وعدہ دیا گیا ہے کہ ذٰلِکَ دِیۡنُ الۡقَیِّمَۃِ یہ قائم رہنے والی جماعت، بے تنزل کے طوفانوں سے محفوظ رہنے والی جماعت کا دین ہے جس کا بیان ذکر کیا گیا ہے جو دین کو شعار، قیام صلوٰۃ اور زکوٰۃ کی بنیادوں پر کھڑا کیا جاتا ہے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ توفیق عطا کرے

کہ ہم اس کے حکموں کو سمجھنے لگیں اور اس کی عبادت اس رنگ میں کریں جس رنگ میں وہ ہم سے چاہتا ہے کہ ہم اس کی عبادت کریں اور اس کے سچے اور پکے اور کامل اور حقیقی بندے بن جائیں اور ہمارا اپنا کچھ بھی باقی نہ رہے۔ ہم اس کی خاطر، اسی کے حکم سے اس میں محو ہو کر فنا اور موت کو اپنے اوپر وارد کریں اور اس سے ایک نئی زندگی جو پیار کی زندگی، جو جنت کی زندگی، جو احسان کی زندگی ہو اسے حاصل کریں اور خدا کرے کہ زکوٰۃ کے ادا کرنے میں جو بنیادی تعلیم ہمیں دی گئی ہے کہ

ہر شئے کا مالک اللہ ہے

اور اس کا مصرف اس کے حکم اور حق کے قیام کے بغیر نہیں کیا جا سکتا اس حقیقت کو ہم سمجھنے لگیں اور اس کے نتیجہ میں ہر اس شخص کو جس کا حق خدا نے قائم کیا ہے ہم اس کا حق ادا کرنے لگیں تا کہ کوئی کدورت کوئی بے چینی کوئی نفرت، کوئی بغاوت اس دنیا میں قائم نہ رہے اور سب ایک برادری کی حیثیت میں

اپنے رب کے قدموں میں

اکٹھے ہو جائیں اور ہم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو حاصل کرنے والے ہوں اور

یہ دنیا بھی ہمارے لئے جنت بنے

اور اس دنیا کے بعد کی جو زندگی ہے اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ جنت کے سامان پیدا کرے ۔

تحریکِ جدید کے معاونینِ خاص

تحریکِ جدید ایک الٰہی تحریک ہے جو اس میں حصہ لیتے ہیں وہ انصار اللہ میں شامل ہوتے ہیں اور انعاماتِ الٰہیہ کے وارث بنتے ہیں۔ جن احباب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کثیر اموال عطا کئے ہیں ان پر انفاق فی سبیل اللہ کی عظیم ذمہ داری عاید ہوتی ہے اس وقت جب کہ امتِ مسلمہ سے وابستگان خواب غفلت میں محو ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شیطان سے ایک عظیم الشان جنگ لڑنے کے لئے منتخب کر لیا ہے اور اس عظیم کام کے لئے آپ کی مالی جدوجہد بھی عظیم ہونی چاہیئے۔

خاکسار کے مخاطب اس وقت ذی ثروت احباب ہیں۔ ایک تازہ فیصلہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے معاونین خاص تحریک جدید کا کم از کم معیار (بجائے ایک ہزار روپیہ کے) پانصد روپیہ مقرر فرما دیا ہے۔ تا کہ زیادہ احباب شریک ہو کر ثواب حاصل کر سکیں۔ سو ایسے صاحب توفیق احباب کو توجہ دینی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ایسے احباب کی مالی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ اور ان کے اخلاص اور اموال و اولاد میں کثیر برکات عطا فرمائے۔ آمین۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"ایک عظیم الشان جنگ ہے جو شیطان سے لڑی جانے والی ہے جو لوگ اس میں حصہ لیں گے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا . . حاصل کریں گے۔ جو لوگ حصہ نہیں لیں گے وہ اپنے اعراض سے خدا تعالیٰ کے کام کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے کیونکہ یہ کام خدا کا ہے اور اس نے بہر حال ہو کر رہنا ہے

تمنائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

. . . . میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے ہر شخص اپنے عمل سے ثابت کر دے کہ جب امتحان کا وقت آیا تو تم نے اسلام اور احمدیت کے لئے وہ قربانی کی جس قربانی کا اسلام تم سے مطالبہ کرتا تھا . . . . . . اللہ تعالیٰ . . . دوستوں کے دلوں کو کھولے"

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

تشکرانہ اور درخواستِ دعا:۔ بدر کی گزشتہ اشاعت میں عزیزہ زکیہ بیگم صاحبہ بنت مکرم مرزا محمد اطہر بیگ صاحب آف کشن گنج کے نکاح کا اعلان ہمراہ عزیزم خورشید احمد صاحب انور ابن مکرم عبد العظیم صاحب درویش شائع ہو چکا ہے۔ مکرم مرزا محمد اطہر بیگ صاحب نے اس خوشی میں بطور شکرانہ مبلغ پچاس روپے اعانت بدر اور پچاس روپے درویش فنڈ میں ارسال فرمائے ہیں جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب صد خیر و برکت بنائے۔ اور اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین

ایڈیٹر

قسط نمبر ۲

حج بیت اللہ شریف کی روح پرور تفصیل اور ایمان افروز کوائف

از الحاج مکرم مولوی عبد القادر صاحب دانش دہلوی درویش قادیان

مکہ مکرمہ میں دیگر پروگرام

ہم نے مکہ مکرمہ میں یہ پروگرام بنایا تھا کہ تہجد کے وقت سے کافی پہلے قیامگاہ سے وضو کر کے مسجد الحرام چلے جاتے تھے اور مقام ابراہیم پر حطیم بیت اللہ میں، مطوف میں، جہاں موقع میسر آجاتا تہجد کی نماز پڑھتے۔ مسجد الحرام میں باقاعدگی سے روزانہ تہجد کے وقت بھی اذان ہوتی ہے جس میں الصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ نہیں پڑھا جاتا۔ یہ صرف فجر کی اذان میں ہی کہا جاتا ہے۔ تہجد کی نماز باجماعت نہیں ہوتی۔ ہم تہجد ادا کر کے ذکر الٰہی اور تسبیح وتحمید میں مصروف رہتے۔ حتیٰ کہ فجر کی اذان ہو جاتی۔ ہم فجر کی نماز ادا کر کے ڈیرے پر آکر ناشتہ کرتے اور پھر تلاوت قرآن کریم ڈیرے پر بھی کر لیتے لیکن اکثر مسجد الحرام میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ قیام مکہ مکرمہ کے دوران میں قرآن مجید کے پانچ دور کئے۔ بعض دفعہ تہجد سے پہلے اور بعض دفعہ تہجد کے بعد اور اکثر صبح نو دس بجے کے قریب خانہ کعبہ کا طواف کرتے اور پھر ڈیرے پر واپس آکر کھانا پکاتے اور جلدی ہی کھانے سے فارغ ہو کر باوضو ہو کر مسجد الحرام میں نماز ظہر کے لئے چلے جاتے۔ وہاں ظہر کی اذان تک قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور اذان کے بعد نماز ظہر ادا کرتے۔ ظہر کے بعد مسجد الحرام میں ہی کچھ آرام کر لیتے اور پھر تلاوت قرآن مجید کیا کرتے۔ اور ذکر الٰہی و درود شریف کا مشغلہ جاری رکھتے۔ پھر عصر کی نماز ادا کر کے مسجد سے آتے۔ اور مغرب سے کافی پہلے واپس مسجد الحرام چلے جاتے۔ اور تلاوت و ذکر الٰہی میں مصروف رہتے۔ مغرب کی نماز کے بعد ڈیرے پر آکر کھانا کھاتے اور پھر عشاء کی نماز کے لئے مسجد چلے جاتے۔ اور پھر نماز کی ادائیگی تلاوت قرآن مجید۔ ذکر الٰہی۔ درود شریف وغیرہ کا شغل رکھتے اور دس ساڑھے دس بجے کے قریب ڈیرے پر واپس آکر کچھ نیند پوری کرتے۔

ان مصروفیات کے دوران پروگرام بنا کر مقامات مقدسہ کی زیارتیں بھی کرآتے

ایک دن جبل الثور گئے یہ سلسلۂ کوہ اپنی وسعت اور بلندی اور چڑھائی کے لحاظ سے بہت دشوار گزار ہے۔ اس کی اونچائی کو دیکھ کر نگاہیں بھی تھک جاتی ہیں۔ قدم لڑکھڑا جاتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو کتنی تکالیف اس سلسلۂ کوہ کو عبور کر کے غار ثور تک پہنچنے میں ہوئی ہو گی۔ غار ثور پر چڑھنے والے کو آج بھی کسی قدر احساس ضرور ہو جاتا ہے۔ اس سلسلۂ کوہ پر چڑھتے ہوئے غار ثور میں پہنچنے تک میرا حلق تو بار بار خشک ہو جاتا رہا۔ جسم تھک کر چور ہو گیا اور قدم منزل بہ منزل جواب دے رہے تھے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے ہمت دی اور غار ثور میں پہنچ کر دو نفل ادا کئے۔ اور دعائیں مانگیں چونکہ پانی کی بوتل اور کچھ کھجوریں ساتھ رکھتے تھے اس لئے ہمیں بھوک و پیاس پریشان نہیں کرتی تھی۔

ایک دن جبل النور پر گئے یہ پہاڑ اگرچہ جبل الثور جیسا وسیع و عریض نہیں ہے۔ لیکن بہت بلند ہے اور چڑھائی سیدھی ہے۔ اس لئے احتیاط سے چڑھنا پڑتا ہے۔ پہاڑ کے اوپر ایک تالاب بھی ہے غالباً بارش کا پانی اس میں جمع ہو کر کافی عرصہ تک رہتا ہے۔ اس کے بعد پہاڑ کی چوٹی ہے۔ جہاں ایک کشادہ چبوترہ ہے۔ چبوترہ سے جب خانہ کعبہ کی سمت کچھ نیچے اتریں تو غار حرا ہے اس کے اندر جا کر دو نفل ادا کئے پہلی رکعت میں سورۃ العلق کی وہ پہلی آیتیں تلاوت کیں جو آنحضرت صلعم کو سب سے پہلے جبریل نے پڑھائی تھیں۔ دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص تلاوت کی اور دعائیں مانگیں۔ باہر آکر اس جبل النور کے چبوترے پر بھی دو نفل ادا کئے اور خوب دعائیں مانگیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہاں پر جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک چاک کر کے اس میں نور بھرا تھا۔ دو مرتبہ دکۃ المنحنیٰ پہنچ کر اس پہاڑی پر بھی چڑھے جہاں ایک چبوترہ ہے۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بچپن میں بچوں کے ساتھ بکریاں چراتے ہوئے اس چبوترے پر تشریف فرما ہوتے تھے اور پھر بچپن کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے مکہ مکرمہ سے غار حرا جاتے اور آتے وقت بھی اس چبوترے پر کچھ دیر کے لئے آرام فرمایا کرتے تھے۔ اس چبوترے پر ہم بھی دو مرتبہ گئے اور نفل ادا کئے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہے۔ ذکر الٰہی اور درود شریف میں بھی کچھ وقت گزارتے۔ دو مرتبہ جنت المعلات جا کر مدفونین کے لئے دعائیں کیں۔ مسجد جنؓ میں بھی ایک دفعہ عصر کی نماز ادا کی اور سورۃ جن کی تلاوت کی۔ مسجد الرایہ میں بھی نفل پڑھے اور سورۃ فتح کی تلاوت کی۔ فتح مکہ کے دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ اپنا جھنڈا نصب فرمایا تھا۔ اس یادگار کے طور پر مسجد الرایہ بنادی گئی ہے۔ جبل ابوقبیس پر مسجد بلال کے صحن میں دو نفل ادا کئے جبل ابوقبیس اس لئے متبرک ہے کہ کہتے ہیں کہ اس پر ہی معجزہ شق القمر کا واقعہ ہوا تھا اسی پر مسجد بلال ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی آبادی اسی پہاڑی کے اردگرد ہے۔ اس پر پرانے بوسیدہ اور غریبوں کے مکانات ہیں۔ اب نئے طرز کے عالیشان مکانات پہاڑوں کی گھاٹیوں میں اور دوسری پہاڑیوں پر اور پہاڑوں پر ہیں۔ مکہ شہر تو اب بہت خوبصورت ہے۔ بہت عالیشان اور آٹھ دس منزلہ مکانات شہر کی رونق کو دوبالا کر رہے ہیں دعائے ابراہیمؑ اور برکت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نتیجہ ہے کہ وہاں کوئی پیداوار اور صنعت نہ ہوتے ہوئے بھی دنیا کی ہر چیز مناسب قیمت پر حسب ضرورت میسر آجاتی ہے۔ پھل سبزیاں۔ دودھ مٹھائیاں تازہ و بند ڈبوں میں بافراط ملتی ہیں۔ آرائش اور زیبائش کے سامان کی بھی فراوانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کو حاجیوں اور پٹرول اور سونے کے ذریعہ دولتمند بنا دیا ہوا ہے۔ اور ارض حجاز میں رہنے والے آسودہ حالی کی زندگی بسر کرتے ہیں غربت کا نام و نشان نہیں اب تو بدو بھی مہذب اور باشعور ہو چکے ہیں۔ لوٹ مار بالکل ختم ہو گئی ہے۔

اسے ثواب یا نفع ہی سمجھئے۔ خوب محنت کرتے ہیں اور خوب کماتے ہیں۔ اور بدو وں یعنی دیہات میں رہنے والوں تک کے رنگ سرخ و سفید ہیں۔ لباس نہایت صاف ستھرے سفید سر سے پاؤں تک ڈھکے ہوئے اور جب خوب کماتے ہیں تو خوب پیٹ بھر کر کھاتے بھی ہیں حاجیوں کے سامان اور ان کے مال کی طرف کوئی ٹیڑھی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ وہاں کا مزدور بھی تیس چالیس روپے روزانہ کماتا ہے

مکہ مکرمہ میں سینما گھر وغیرہ دیکھنے میں نہیں آئے۔ ریڈیو پر کوئی ناچ گانے نہیں سنتا۔ جہاں سے بھی ان چوالیس دنوں میں ہمارا گزر ہوا ہر جگہ ریڈیو پر تلاوت اور وعظ کے پروگرام ہی کانوں میں پڑتے تھے میں چونکہ عربی جانتا تھا اس لئے ہر پروگرام کو اچھی طرح سمجھ رہا ہوتا تھا۔

مکہ مکرمہ میں دار ارقم اب موجود نہیں بلکہ ایک کشادہ سڑک میں یہ سب آبادی غائب ہو چکی ہے۔ دار ارقم میں حضرت عمر رضؓ بن خطاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ اور مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ دار ارقم کا اب زیر زمین نشان قائم کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ نشیبی علاقہ میں بازار ہیں اور مسجد الحرام کی انتظامیہ کے دفاتر ہیں۔ وہاں سے زیر زمیں دار ارقم کی نشاندہی ہوتی ہے

دار مولد النبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی دیکھا اس جگہ اب کتب خانہ بنا دیا گیا ہے لیکن وہ کمرہ اب بھی محفوظ ہے جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی۔ مگر بند رہتا ہے۔ زیارت گاہ نہیں بنایا محلہ مولد النبی میں قریش آباد تھے۔ اور یہاں حضرت عبد المطلب اور حضرت ابوطالب اور آپ کے خاندان کے مکانات و جائداد تھی۔ شعب ابی طالب بھی دیکھا۔ جہاں آنحضرت صلعم اور صحابہ رضؓ عظام تین سال تک محصور رہے۔ اب اسے شعب علی رضؓ کہتے ہیں۔ اس جگہ تین منزلہ عمارت بنی ہوئی ہے۔ اور اس میں نائب سکول و لائبریری ہے۔

مسکن حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ بھی دیکھا یہ مولد حضرت فاطمۃ الزہراؓ بھی ہے۔ یہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شادی کے بعد ایک عرصہ مقیم رہے۔ یہ مکان مروہ پہاڑی کے بالکل قریب ہے۔ اب اس عمارت میں لڑکیوں کا سکول ہے۔

خانہ کعبہ کے گرد مسجد الحرام کی عالیشان اور انتہائی خوبصورت مسجد ہے اور مسجد الحرام کے باہر چاروں طرف کھلے میدان ہیں۔ کئی

سٹرکیں اور بارونق بازار ہیں۔ پانچ چھ لاکھ کی آبادی ہے۔ خانہ کعبہ کے اردگرد کئی پہاڑیاں تھیں جنہیں کاٹ کر ملبہ دور پھینک دیا گیا ہے اور صفا مروہ اور دوسری پہاڑیاں مسجد الحرام میں گم ہو گئی ہیں۔ مسجد الحرام کے اردگرد جو پہاڑیاں اور پہاڑ ہیں۔ ان پر اونچی گھاٹیوں میں آبادیاں ہیں۔ اور دور دور تک چلی گئی ہیں ... دوسری آبادی کو علم بھی نہیں ہوتا کئی آبادیاں سیر و تفریح کرتے ہوئے اور زیارتوں پر جاتے ہوئے دیکھیں۔ بہت خوبصورت اور دیدہ زیب بنی ہوئی ہیں۔

خانہ کعبہ مقفل رہتا ہے اور پوری طرح سیاہ غلاف سے ڈھکا ہوا ہوتا ہے۔ پرانا غلاف اتار کر ۱۰ ذی الحجہ کو جو نیا غلاف کعبہ شریف کو پہنایا جاتا ہے اسے حجاج کے واپس جانے کے بعد چاروں کونوں سے سیا جاتا ہے۔ اس وقت تک خانہ کعبہ کی دیواروں کا ایک حصہ نظر آتا ہے۔ اور عشاق اس سے چمٹ چمٹ کر برکت حاصل کرتے ہیں۔ اندر جانے کا صرف خوش قسمتوں کو ہی موقع ملتا ہے۔ ورنہ یہ لاکھوں حاجی خانہ کعبہ کے باہر سے ہی برکت حاصل کر کے اور حج کر کے وطنوں کو واپس ہوتے ہیں۔ ایک دن جبکہ خانہ کعبہ کا غلاف سینے کا پروگرام تھا کہ کعبۃ اللہ کا دروازہ کھلنے کے آثار نظر آئے۔ اس وقت میں مسجد الحرام میں طواف سے فارغ ہو کر بیٹھا ہوا تلاوت کر رہا تھا۔ تلاوت کرنے کے بعد خانہ کعبہ کا دروازہ کھلنے کے انتظار میں مقام ابراہیم کے پاس ہی بیٹھا رہا اتنے میں خاندان الشیبہ کے بزرگ آئے اور خانہ کعبہ کے دروازہ پر سیڑھی لگائی گئی۔ اور بزرگوں نے سیڑھی پر چڑھ کر قفل کھولا۔ اندر کی صفائی کی اور غلاف کعبہ سینے والے داخل ہو کر چھت پر چلے گئے۔ میں بھی اژدہام میں سیڑھی کے قریب پہنچ گیا جب بزرگوں نے منتظمین سے فرمایا کہ کچھ لوگوں کو عبادت کے لئے اندر آنے کا موقع دے دیا جائے تو خاکسار کو بھی پہلے مرحلہ میں ہی کعبہ شریف میں داخل ہونے کا موقع مل گیا۔ اس میں داخل ہوتے ہی دعاؤں اور نوافل میں عشاق کی گریہ وزاری سے وہ سماں بندھ گیا جو اپنی عمر میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ دو نفل ادا کئے اور کعبۃ اللہ کے در و دیوار سے اور استار کعبہ سے چمٹ چمٹ کر خوب گریہ و زاری سے دعائیں کیں اور جتنی دعائیں دل و دماغ میں تھیں سب زبان پر آ گئیں۔ خوب دعائیں کرنے کا موقع ملا اور قریباً پینتالیس منٹ خانہ کعبہ کے اندر عبادت کی توفیق ملی۔ روزانہ خوب سیر ہو کر آب زمزم پینے اور اکثر نمازوں کے لئے وضو کرنے اور چند بار آب زمزم سے نہانے کی بھی سعادت نصیب ہوئی۔

مکہ مکرمہ میں کارپوریشن کی طرف سے صفائی کا بہت اچھا انتظام ہے۔ عشاء کے بعد بھی حج کے مہینوں میں تمام شہر کو گندگی اور کوڑا کرکٹ سے بالکل صاف کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ دن کو بازاروں میں اس قدر اژدہام ہوتا ہے کہ جھاڑو دینا اور صفائی کرنا ممکن ہی نہیں ہو سکتا۔ یہاں کاروبار میں یہ امر خاص طور پر نوٹ کیا ہے کہ دوکاندار گاہکوں پر نگاہ نہیں رکھتا۔ بیسیوں گاہک دوکان پر کھڑے ہوتے ہیں اور اپنی پسند کا سامان تھیلی میں لے کر یا تھیلے میں ڈال کر دوکاندار سے کہتے ہیں کہ میں نے فلاں چیز اتنی تعداد میں لی ہے۔ دوکاندار گاہک کی نیت پر شبہ نہیں کرتا اور چیزیں نہیں گنتا۔ بلکہ گاہک کے کہنے کے مطابق قیمت شمار کر کے رقم لے لیتا ہے۔ اسی طرح اگر ایک چیز کی مختلف ہلکی۔ درمیانہ اعلیٰ قسمیں دکھائی گئے اور ہر ایک کی قیمت الگ الگ ہو گی۔ لیکن جس نوع اور اس کی قیمت کے متعلق جب دوکاندار ... میں بات طے ہو جائے گی تو دوکاندار وہی مال پیک کر کے دے گا۔ کبھی ناقص یا کم قیمت مال پیک کر کے نہیں دیگا مطلب یہ ہے کہ دوکاندار کبھی گاہک سے دھوکا نہیں کرتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ چیز پر جو منافع لینا تھا وہ جب قیمت طے کرتے وقت لے لیا گیا ہے تو گاہک کو دھوکا کیوں دیا جائے۔

مکہ مکرمہ سے باہر جبل ابولہب بھی دیکھا یہاں ابولہب کی قبر ہے۔ مکہ کی آبادی اب اس پہاڑ سے بھی آگے نکل گئی ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ اس آبادی کا نام محلہ ابولہب ہے۔ اور یہاں جو مسجد ہے اسے مسجد ابولہب کہتے ہیں۔

ہم نے مکہ مکرمہ میں قیام سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تیرہ تیرہ عمرے بھی کئے عمرہ کا احرام تنعیم جا کر باندھتے تھے۔ میں نے ایک عمرہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بھی کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے کعبۃ اللہ کے طواف بھی کئے۔ ہم ۹ اپریل کو خانہ کعبہ کا طواف وداع کر کے مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔

(باقی آئندہ)

:- درخواست دعا :-

میں نے میڈیکل لائن کا ایک امتحان وسط جولائی میں دیا ہے احباب کرام میری اس امتحان میں اعلیٰ کامیابی کیلئے دعا کریں

خاکسار ڈاکٹر محمد طاہر۔ اوریگان۔ امریکہ

ضروری اعلان

نظارت امور عامہ میں شعبہ رشتہ ناطہ قائم ہے۔ احباب کرام و عہدیداران جماعتہائے احمدیہ بھارت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ نظارت ہذا سے تعاون فرما کر اپنی جماعت کے قابل شادی لڑکوں اور لڑکیوں کے کوائف ارسال فرما دیں تاکہ مناسب جگہ رشتے طے کرنے کی کارروائی کی جا سکے۔ اس سے جہاں قابل شادی افراد کے رشتے جلد طے ہو سکیں گے وہاں جماعتی استحکام اور اصلاح معاشرہ کی صورت بھی پیدا ہو گی۔

ناظر امور عامہ قادیان

اخبار بدر کے سالانہ چندہ میں اضافہ

بڑھتی ہوئی گرانی اور ہر چیز کی قیمتوں میں اضافہ کے پیش نظر صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اخبار بدر کے سالانہ چندہ کی شرح یکم اگست ۱۹۶۹ء سے آٹھ روپے سالانہ سے بڑھا کر دس روپے سالانہ کر دی ہے۔ ممالک بیرون سے بذریعہ بحری ڈاک بیس روپے سالانہ۔ آئندہ جملہ خریدار حضرات اسی شرح سے اپنا چندہ ارسال فرمائیں

مینیجر بدر قادیان

درخواست ہائے دعا

۱۔ مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب، نائب ریکارڈ کیپر ڈسٹرکٹ بورڈ سرکٹ جموں کے لڑکے فرید احمد کی ٹانگ پر شدید چوٹ آئی تھی۔ اب ہڈی میں جوڑ لگ گیا ہے۔ لیکن چلنے پھرنے کی اجازت نہیں ہے دوبارہ پلستر ۱۵ اگست کو ہو گا۔ بچے کی کامل شفایابی کیلئے احباب دعا کریں ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

۲۔ میرا بچہ مظفر احمد بیمار ہے کامل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے خاکسار عبدالحی متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

ولادت

اللہ تعالیٰ نے عزیزم مولوی عبداللطیف صاحب ملکانہ مبلغ صالح نگر کو ۱۲ مئی ۶۹ کو بچی عطا فرمائی ہے۔ نومولودہ کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

امیر مقامی قادیان

چندہ اخبار ختم ہے

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ ماہ تبوک ۱۳۴۸ ہش (ستمبر ۱۹۶۹ء) میں کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی اولین فرصت میں ایک سال کا چندہ مبلغ دس روپے بھجوا کر ممنون فرمائیں تاکہ ان کے نام اخبار جاری رہ سکے۔ اگر ان کی طرف سے چندہ وصول نہ ہوا تو چندہ ختم ہونے کی تاریخ کے بعد ان کے نام اخبار بدر کی ترسیل بند کر دی جائے گی

امید ہے کہ اخبار کی افادیت کے پیش نظر تمام احباب جلد رقم ارسال کر کے ممنون فرمائیں گے۔ ان احباب کو بذریعہ خط بھی اطلاع دی جا رہی ہے

مینیجر اخبار بدر قادیان

نمبر خریدار	اسمائے خریداران	نمبر خریدار	اسمائے خریداران
۱۰۲۰	مکرم ڈاکٹر مرزا آدم علی بیگ صاحب	۱۳۲۷	مکرم سید مذکر الدین احمد صاحب
۱۰۲۶	" اے ایچ فاروق احمد صاحب	۱۲۴۷	" محمد ظہور حسین صاحب
۱۰۳۹	" ارمان علی صاحب	۱۲۵۸	مکرمہ نعیمہ حفیظ صاحبہ
۱۰۴۲	" سید مدار صاحب	۱۲۶۳	مکرم خواجہ غلام محی الدین صاحب
۱۰۵۲	" دلدار علی صاحب	۱۲۶۶	" اے ایچ غلام احمد صاحب
۱۰۵۷	" عنایت حسین صاحب	۱۲۸۴	" احسان اللہ صاحب ٹاک
۱۰۶۰	" محمد صاحبداد خاں صاحب	۱۲۸۶	" بشیر احمد صاحب
۱۰۸۵	" رشید احمد صاحب	۱۴۲۸	مکرمہ مسز خان بہادر محمد صاحبہ
۱۱۹۹	" محمد تقی صاحب	۱۸۸۰	مکرم غلام رسول صاحب
۱۲۴۳	" حمید احمد صاحب	۱۸۹۰	" انچارج صاحب احمدیہ لائبریری
۱۳۰۲	" محمد اسمٰعیل صاحب	۱۹۰۶	" عبدالحمید صاحب شریف
۱۳۱۶	" قاضی امیر الدین صاحب		

مغربی ممالک میں اشاعت و تبلیغ اسلام کی کامیاب مساعی
بقیہ صفحہ اوّل

ہے۔ یہ سب ہتھیار اور ایٹم بم وغیرہ کسی شخص کے خیالات کو بدلنے کے لئے بالکل بیکار ہیں۔ اگر ایک شخص میں کوئی حقیقی تبدیلی آسکتی ہے تو وہ صرف دل کی تبدیلی ہی سے پیدا ہو سکتی ہے۔"
(Haagsche Courant)

یہ اقتباسات محض ایک نمونہ کے طور پر ہیں ورنہ یورپ کے اخبارات ان پیغامات سے بھرے پڑے ہیں۔ اس ضمن میں حضور کا انگلستان کا وہ لیکچر جو "امن کا پیغام" کے نام سے یورپ کی مختلف زبانوں میں شائع ہو چکا ہے، اپنی نظیر آپ ہے۔ اور بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ حضور کے وہاں تشریف لے جانے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اشاعتِ اسلام کی سالوں کی منزل دنوں میں طے ہو گئی۔ فالحمدُ للہ علیٰ ذالک۔

یورپ کی مساجد میں سے تین مساجد ایسی ہیں جو خالصۃً جماعت کی مستورات کے چندہ سے تعمیر ہوئی ہیں۔ جن میں سے پہلی مسجد انگلستان کی تھی۔ دوسری ہالینڈ کی۔ اور تیسری ڈنمارک کی۔

ہالینڈ مشن کے تعلق میں بعض واقعات

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہالینڈ مشن کے تعلق میں کچھ واقعات تفصیلاً عرض کر دوں کہ ان حالات کو مجھے قریب سے ہو کر دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔

اس ملک میں جب پہلی بار (۱۹۴۷ء میں) اس مشن کے قیام کی خبر پریس میں شائع ہوئی تو یہاں کے لوگوں نے اس خبر کو دلچسپی کے ساتھ پڑھا۔ مگر اس دلچسپی میں تعجب اور تعصب کے ملے جلے جذبات تھے۔ ہیگ کا ایک لیڈنگ ہفت روزہ (Haagsche Post) اپنی ۳ جون ۱۹۴۷ء کی اشاعت میں) عنوان باندھتا ہے

"ایشیا کی بیداری"

جس کے بعد لکھتا ہے کہ:۔

"یورپ کے لئے ایشیا کی یہ بیداری بالکل غیر متوقع ہے۔ آج پہلے طریق کے برخلاف مشرق سے اسلام کے مبلغین مغرب کو بھجوائے جا رہے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ اس مہم میں پیش پیش ہے۔"

جہاں تک کیتھولک پبلک کا تعلق ہے اس نے ہالینڈ کے اس نئے اسلامی مشن کو کوئی ایسے اچھے رنگ میں قبول نہیں کیا۔ چنانچہ وہاں کا ایک کیتھولک ہفتہ وار مجلہ "Timotheus" اپنی جولائی ۱۹۴۷ء کی اشاعت میں ایک جلی عنوان باندھتا ہے:۔

"کیا ہالینڈ کے آسمان پر ہلالِ اسلامی کا طلوع گوارا کیا جا سکتا ہے؟"

اس کے بعد مضمون نگار یوں رقمطراز ہے کہ:۔

"ہمیں ذاتی طور پر ان مبلغِ اسلام صاحب سے تعرّض کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ مگر ہم انہیں یہ ضرور بتا دینا چاہتے ہیں کہ انہیں اپنے تبلیغی ارادوں کے ضمن میں ڈچ لوگوں سے کسی قسم کی کوئی امید نہیں باندھنی چاہئیے۔ اور اگر وہ کوئی ایسی امید رکھتے ہیں تو ہمیں ڈر ہے کہ انہیں مایوسی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اسلئے بہتر ہے کہ وہ اپنا بستر بوریا ابھی سے باندھ لیں اور واپسی کا رُخ کر لیں۔" (ٹیموتھیس)

کاش یہ لوگ محسوس کر سکتے کہ تبلیغ کا یہ کام جو شروع کیا جا رہا ہے کسی انسانی دماغ کی اختراع اور کوئی خود ساختہ پروگرام نہیں بلکہ اس کے پیچھے مشیّتِ الٰہی کارفرما ہے۔

پریس کے رویّہ میں ایک تبدیلی

چنانچہ مشن کو قائم ہوئے ابھی تین ہی سال کا عرصہ ہوا تھا کہ پریس کے رویّہ میں ایک تبدیلی رُونما ہونے لگی۔ اور مشن کا وجود جو اب تک ایک غیر متوقع خبر تک محدود تھا اب اس میں کچھ حرکت بھی ہونے لگی۔ بلکہ وہی غیر متوقع خبر اب ایک حقیقت بن کر سامنے آرہی تھی۔ چنانچہ ہالینڈ کا ایک مؤقر روزنامہ De Amsterdamsch Courant اپنی ستمبر کی ایک اشاعت میں چار کالمی موٹی سُرخیاں دیتے ہوئے رقمطراز ہے کہ:۔

"آشتی اور تحمّل جماعتِ احمدیہ کا طرۂ امتیاز ہے۔ جماعت احمدیہ جہاد کے غلط تصور کی اصلاح کرتی ہے۔ اس کے مشن نہ صرف انڈیا اور ایشیا میں بلکہ افریقہ۔ یورپ اور امریکہ میں بھی ہیں۔ اس جماعت سے وابستہ ہونے والے زیادہ تر پڑھے لکھے مسلمان ہیں جو اس کے لئے دل کھول کر مالی قربانی بھی پیش کرتے ہیں۔"

اس جگہ اسلامی ہلال کے مغرب میں طلوع ہونے کے بارہ میں ایک لطف کی بات ذہن میں آرہی ہے جس کا ذکر یہاں بے جا نہ ہوگا۔ اس سوال کے جواب میں کہ کیا اسلامی ہلال کا یورپ کے آسمان پر طلوع ہونا گوارا کیا جا سکتا ہے؟ لائیڈن یونیورسٹی (جو اسلامی اور مشرقی علوم کی وجہ سے مشہور ہے اور ایک خاص مقام رکھتی ہے) اس کا ایک اخبار Lieds Unversities Blad ۲۹ مارچ ۱۹۶۲ء کی اشاعت میں اپنے مخصوص انداز میں اس خیال کا اظہار کرتا ہے کہ کچھ عرصہ ہوا ۱۹۴۸ء میں ایک کٹر کیتھولک اخبار "ٹیموتھیس" نے اسلامی ہلال کے طلوع ہونے کے بارہ میں شک کا اظہار کیا تھا مگر آج وہ شک کا خیال ایک حقیقت بن کر سامنے نظر آرہا ہے۔ لکھتا ہے:۔

"Het zieter naar uit"

یعنی یہ کہ اب وہ ہلال دکھائی دینے لگ گیا ہے۔

چنانچہ مشن کے قیام کے اسی ردِ عمل کی وجہ سے جب وہاں مسجد تعمیر ہوئی تو تفاؤل اور تمثیل کے طور پر مسجد کی عمارت کے اوپر بلندی پر اسلامی ہلال کا نقش کندہ کروایا گیا جو ہر آنے والے کو یہ احساس دلاتا ہے کہ اس فضاء میں حقیقی ہلال کا طلوع کوئی ایسا ناممکن العمل خیال نہیں۔ اس ہلال پر رات کو روشنی ڈالنے کا اہتمام بھی ہے۔

برِّاعظم یورپ کی پہلی مسجد

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان تھا کہ تین سال کے قلیل عرصہ میں ہی اس امر کی ضرورت شدت کے ساتھ محسوس کی جانے لگی کہ اس مرکز میں ایک خانۂ خدا کی تعمیر کی جائے۔ جہاں شمع محمدی کے پروانے اس نور کے گرد جمع ہوں جس کو اس زمانہ کے مسیح نے پھر سے ایک نئی زندگی اور ایک جلا بخشی تھی۔ چنانچہ اس غرض کے لئے جلد ہی ہیگ شہر کے ایک خوبصورت حصہ میں مسجد کے لئے زمین خرید لی گئی۔ جس پر جلد ہی جماعت کو ایک خوبصورت مسجد تعمیر کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس مسجد کا افتتاح حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے ماتحت مکرم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے فرمایا۔ ہالینڈ کی یہ مسجد برِّاعظم یورپ میں (انگریزی جزائر کے بعد) جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد تھی۔ جس سے یورپ میں اسلام کی تاریخ کے ایک نئے باب کا اضافہ ہوا۔ مسجد کے افتتاح کی یہ خبر بڑی شہرت کے ساتھ ملک کے دُور دراز حصوں بلکہ اکناف عالم میں پھیل گئی۔ اخبارات نے بڑے بڑے فوٹوؤں کے ساتھ اور موٹی موٹی سُرخیوں کے ساتھ اس خبر کو اپنے کالموں میں جگہ دی۔

ہیگ کے ایک لیڈنگ روزنامہ Nieuwe Haagsche Courant (21-2-1959) نے جماعت کی تعمیر کردہ مسجد ہیگ میں نماز کی حالت کا ایک نمایاں فوٹو دے کر لکھا:۔

"یہ فوٹو کراچی۔ قاہرہ یا بغداد کی نہیں بلکہ یہ مسجد خود ہیگ میں واقع ہے۔ جس میں لوگ نماز ادا کر رہے ہیں۔"

اور پھر مضمون کو جاری رکھتے ہوئے اخبار مذکور لکھتا ہے:۔

"مسلمان دو دفعہ اس سے پہلے بھی یورپ میں آئے۔ ایک دفعہ آٹھویں صدی میں اور دوسری دفعہ پندرھویں صدی میں۔ مگر دونوں دفعہ اُن کا آنا سیاسی نوعیت کا تھا۔ لیکن اس دفعہ ہمارے زمانہ میں اُن کی یورپ میں آمد عقبی دروازے سے ہوئی ہے۔ اور اس طرف سے انہیں کسی لشکر کشی اور فوج کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ بلکہ اس کے برعکس (اسلام کی تبلیغ کے لئے) انہیں وہ خالی دل ملے ہیں جن سے عیسائیت عرصہ ہوا نکل چکی ہے۔"

ڈچ ریفارمڈ چرچ کا نمائندہ اخبار Hervormd Nederland اپنی ۲۱ جولائی ۱۹۶۱ء کی اشاعت میں یہ عنوان باندھتا ہے:۔

"مسلم مشن زندہ چرچ کے لئے ایک صحت مند چیلنج ہے۔"

اور پھر لکھتا ہے:۔

"آج سے دس سال قبل اسی اخبار میں یہ سوال زیر بحث تھا کہ یہ لوگ (یعنی احمدیہ جماعت والے) کس لئے یہاں آئے ہیں۔ ہمارے ملک میں ان کا کیا کام ہے۔ اور یہ کس نے انہیں یہاں آنے دیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ مگر اب حقیقت کھل گئی ہے کہ یہ لوگ بڑے پکے ارادے سے یہاں آئے تھے اور پورے طور پر سنجیدہ تھے۔ اور اس کا ثبوت اُس وقت ملا جب ۱۹۵۵ء میں انہوں نے ہیگ میں ایک مسجد تعمیر کر کے رکھ دی۔"

یہ اقتباس ریفارمڈ چرچ کے نمائندہ اخبار کا ہے جس کی صدائے بازگشت ہمیں ملک کے دیگر اطراف سے بھی سننے میں آئی۔ چنانچہ اندرونِ ملک کا ایک روزنامہ Maas en Roerbode اپنی ۱۷ اگست ۱۹۶۱ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:۔

"صدیوں سے یہ طریق چلا آرہا تھا کہ یورپ کے عیسائی مبلغ اور مناد دنیا کے دُور دراز ممالک میں جاتے اور عیسائیت پھیلاتے تھے۔ مگر اب دوسری جنگ کے بعد اسلام کے مبلغ مشرق سے مغرب کو آنے شروع ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے یہاں متعدد مساجد بنا ڈالی ہیں۔ چنانچہ ہیگ میں بھی ایک مسجد ہے۔ اسلام کی تبلیغ کا یہ سارا کام احمدیہ جماعت کے ذریعہ ہو رہا ہے جو ۱۸۸۹ء میں قائم کی گئی۔ یہ واحد اسلامی منظم جماعت ہے جو تبلیغ اور احیاءِ اسلام کا کام کر رہی ہے۔" .... (باقی)

آل ورلڈ گورو نانک کنونشن میں

جماعت احمدیہ کے نمائندگان کی شرکت

شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کی طرف سے ۲۶ ۷/۶۹ کو تا ... امرتسر میں حضرت بابا نانک صاحبؒ کی پانچ صد سالہ برسی کی تقریبات کے سلسلہ میں بیجا سنگھ سمندری ہال میں ۲۷ ۷/۶۹ کو کنونشن ہو رہا ہے۔ اس میں جماعت احمدیہ کے نمائندہ کو شمولیت کی دعوت دی جاتی ہے۔ جماعت کی طرف سے اس کنونشن میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان، چوہدری عبدالقدیر صاحب نائب ناظر امور عامہ اور گیانی عبداللطیف صاحب نے شرکت کی۔ کنونشن کو سنت فتح سنگھ صاحب صدر اکالی دل، سنت چنن سنگھ صاحب صدر شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی، سردار حکم سنگھ صاحب، گورنر راجستھان، سردار گورنام سنگھ صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب اور سردار گیان سنگھ صاحب راڑیوالہ سابق وزیر اعلیٰ پیپسو کے علاوہ بہت سے سکھ اکابرین نے خطاب کیا۔ مسلمانوں میں سے کنونشن کو خطاب کرنے والے جماعت احمدیہ کے واحد نمائندہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب تھے۔

سردار حکم سنگھ صاحب، سنت فتح سنگھ صاحب اور سردار گورنام سنگھ صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب کے بعد سیکرٹری صاحب کی طرف سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو خطاب کی درخواست کی گئی۔ بعض حاضرین کے پوچھنے پر حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنا تعارف کرایا۔ کہ آپ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے پوتے، حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ خلیفۃ المسیح الثانی کے صاحبزادے اور حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے چھوٹے بھائی اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ناظر دعوۃ و تبلیغ ہیں۔ تعارف کے بعد آپ نے بتایا کہ حضرت بابا نانک صاحبؒ کو جماعت احمدیہ ولی اللہ مانتی ہے اور آپؒ کی تعلیم کو باہمی پیار و محبت اور امن کے لئے ضروری اور مفید سمجھتی ہے۔ حضرت بابا نانک صاحبؒ کی تعریف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا ہے اس میں سے چند اقتباسات پڑھ کر آپ نے سنائے اور اس کی تشریح کی۔ اور حاضرین کو تحریک کی کہ جس مشن کو آپؒ نے شروع فرمایا اور جس پر آپؒ نے عمل کیا اس پر سب عمل پیرا ہوں تاکہ امن عالم کے قیام میں ہمارا حصہ ہو سکے۔ جماعت احمدیہ اس مشن کی تکمیل کے لئے ہر سال ہزاروں کی تعداد میں ٹریکٹ اور کتب شائع کر رہی ہے۔

گورو نانک صاحبؒ کی پانچ صد سالہ برسی کی تقریبات کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ جو حصہ ڈال رہی ہے اس کی تفصیل حضرت صاحبزادہ صاحب نے بیان فرمائی۔ آپ کا یہ خطاب اردو میں تھا۔ ساری تقریر کے دوران حاضرین ہمہ تن گوش رہے۔ پروگرام کو ریکارڈ کرنے کا بھی انتظام تھا اور جلسہ کی ... فلمانے کا بھی۔ خاص طور پر جماعت احمدیہ کے نمائندگان کی تصویریں لی گئیں۔ مختلف اصحاب اور اخباری نمائندوں نے پتہ نوٹ کر کے خط و کتابت کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ تقریر کے بعد بہت سے احباب نے تقریر کے برمحل اور مناسب ہونے کا ذکر کر کے خطاب فرمانے کا شکریہ ادا کیا۔

اس کے بعد مختلف قسم کا لٹریچر جس کی تعداد قریباً ڈیڑھ ہزار تھی حاضرین کے ہر طبقہ کے نمائندگان میں تقسیم کیا گیا اور سب نے بڑی خوشی سے لیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے نیک نتائج پیدا فرمائے آمین۔

(نامہ نگار خصوصی)

حج بیت اللہ شریف

فروری ۱۹۷۰ء میں ہونے والے حج کیلئے دی مغل لائن لمیٹڈ ۱۶ بنک سٹریٹ فورٹ بمبئی ۱ کی طرف سے اعلان ہو چکا ہے کہ حج ۱۹۷۰ء کیلئے عازمین حج کو اپنی درخواستیں ۸ ستمبر تک مذکورہ بالا پتہ پر بھجوا دینی چاہئیں فارم درخواست و دیگر تفصیلات مذکورہ بالا پتہ پر خط لکھ کر حاصل کی جا سکتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی دی گئی توفیق سے جن پر حج فرض ہے انہیں حج کے لئے نیت کر لینی چاہیئے۔ دو تین سال سے جو دوست حج کر کے آتے ہیں وہ بتلاتے ہیں کہ چند سالوں سے حج کے مہینے سردیوں اور بہار میں آنے کی وجہ سے وہاں کا موسم بہت خوشگوار ہوتا ہے اور حاجیوں کو مکہ مکرمہ۔ مدینہ منورہ کے قیام اور حج کے ایام میں آرام رہتا ہے ـــــ جو دوست حج پر جانا چاہتے ہوں انہیں نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان میں لکھ کر معلم کے تقرر اور حج کے متعلق ضروری امور دریافت فرما لینے چاہئیں۔ تاکہ انہیں سفر حج کے دوران آرام اور سہولت میسر آئے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

اعلان!

زیر کوپن نمبر ۳۴۴ / ۶۹-۷-۹ محترمہ سعیدہ سلطانہ صاحبہ مبلغ ۲۲/- روپے بابت چندہ وقف جدید داخل خزانہ ہوئے ہیں۔ کوپن منی آرڈر پر مقام یا جماعت وغیرہ کوئی درج نہیں جس سے اُن کو رسیدگی کی اطلاع دی جا سکے اور ان کے کھاتہ میں اندراج کیا جا سکے۔ مہربانی فرما کر محترمہ موصوفہ مقام جماعت سے دفتر ہذا کو اطلاع دیکر ممنون فرما دیں۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

اداریہ بقیہ صفحہ ۲

الغرض تفسیر سورۃ الفاتحہ کے نام سے شائع ہونے والی یہ جلد بڑی باموقع اور اپنی ظاہری اور باطنی خوبیوں کے لحاظ سے بہت مفید اور ایک قیمتی تحفہ ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب امام ہمام کو صحت و سلامتی کی لمبی عمر عطا فرمائے کہ جن کی توجہ اور عنایت سے ہم ایسے بیش بہا خزانوں سے باخبر اور مستفید ہونے کے مواقع پاتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَ مَتِّعْنَا اللّٰهُ بِبَرَكَاتِهِ الْعَظِيْمَةِ۔

ہر قسم کے پرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں۔

کوالٹی اعلیٰ ـــــ نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ "AUTOCENTRE" فون نمبرز 23—1652 23—5222

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں!

مختلف اقسام، دفاع۔ پولیس۔ ریلوے۔ فائر سروسز۔ ہیوی انجنیئرنگ۔ کیمیکل انڈسٹریز مائنز۔ ڈیریز۔ ویلڈنگ شاپس اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہو سکتی ہیں!!

گلوب ربڑ انڈسٹریز

آفس و فیکٹری: ۱۰۔ برجبھو رام سرکار لین کلکتہ ۱۵ فون نمبر 24—3272

تار کا پتہ: گلوب ایکسپورٹ

شو روم: ۳۱/۱۰ ڈورجیت پور روڈ کلکتہ ۱ فون نمبر 34-0401

درخواست ہائے دعا

(۱)۔ خاکسار کے برادر نسبتی مکرم عبدالحفیظ صاحب آف بھدرواہ ایک عرصہ سے معدہ کے پیچیدہ امراض میں مبتلا ہیں ان کی کامل شفایابی کے لئے جملہ احباب جماعت و بزرگان کی خدمت میں دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار جلال الدین نیر انسپکٹر بیت المال۔

(۲)۔ خاکسار کے بڑے بھائی مکرم مبشر احمد صاحب عرصہ سے فالج کے مہلک مرض میں مبتلا ہیں۔ اسی طرح مکرم سیٹھ عبدالحی صاحب مرحوم کے چھوٹے صاحبزادے عبدالبصیر صاحب بیمار ہو کر ہسپتال میں زیر علاج ہیں ہر دو کی کامل شفایابی کے لئے عاجزانہ دعاؤں کی درخواست ہے۔ خاکسار بشارت احمد حیدر متعلم مدرسہ احمدیہ